مبلغ بنانے والی کتاب

دعوت و تنظیم

مصنف

حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

عزمِ نَو پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:.......دعوت و تنظیم

نام مصنف:......حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

مرتب:.........مولانا محمد آصف قادری (اسلام آباد)

صفحات:............142

سٹاکسٹ:..........مکتبۃ الرضا، نزد فیضان مدینہ (دعوت اسلامی)

شیخوپورہ پنجاب۔0313-1469389

ناشر:..............عزمِ نُو پبلشرز، کراچی 03282965268

---ملنے کے پتے---

1. مکتبۃ الرضا نزد فیضانِ مدینہ شیخوپورہ 0313-1469389
2. مکتبہ انوار القرآن میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی 0332-3432497
3. مکتبہ حماد، نزد عالمی مرکز فیضان مدینہ کراچی 0314-2261916
4. مکتبہ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد بہادر آباد کراچی 03321208695
5. مکتبہ افکارِ اسلامی، جامع مسجد کنز الایمان، آئی ٹن ون، اسلام آباد

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	فہرست	1
2	پیش لفظ	3
3	اظہار خیال	8
4	تقریظ جمیل	10
5	نئی نسل اور تبلیغ و تنظیم کے تقاضے	12
6	**باب اول: دینی دعوت**	16
7	دینی دعوت کے اوصاف	18
8	ترتیب دعوت	23
9	ذرائع دعوت	28
10	**باب دوم: داعیان حق کے اوصاف**	35
11	محبت خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	36
12	اخلاص نیت	39
13	حصول علم و فہم دین	44
14	داعیانہ تڑپ	48
15	قول و فعل میں یکسانیت	50
16	حکمت و دانائی	52
17	نرمی و شفقت	56
18	عفو و درگزر	60
19	میانہ روی	64
20	تدریج	66
21	صبر و استقامت	68
22	صحابہ کرام کی استقامت	71

23	**باب سوم: دعوت اور تنظیم**	74
24	اطاعت امیر	78
25	رضائے الٰہی	81
26	اخوت و محبت	84
27	ایثار و قربانی	88
28	خیر خواہی	91
29	باہمی تعلقات	94
30	نرمی و درگذر	97
31	باہم اعتماد و اتفاق	100
32	ملاقات و رابطہ	103
33	نصیحت و احتساب	106
34	خود پسندی سے پرہیز	110
35	تربیتی اجتماعات	113
36	مشاورت	117
37	عہدیداروں کا انتخاب	119
38	خود احتسابی	121
39	نظم و ضبط کی پابندی	122
40	کارکنوں سے اچھا برتاؤ	124
41	جہدِ مسلسل	126
42	**باب چہارم: راہِ حق کی آزمائشیں**	129
43	اے قرارِ بے قراراں الغیاث	131
44	دشمن احمد پہ شدت کیجئے	133
45	یہ سب تمہارا کرم ہے آقا	134
46	از خواب گراں خیز	137

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الکریم

ناز کیا اس پہ کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر انقلاب میں نوجوان طبقہ نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔ نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ اور انقلاب لانے کی امنگ ہوتی ہے، یہ مضبوط عزم اور بلند حوصلہ ہوتے ہیں نیز فطری طور پر صلحِ کلیت اور مصلحت پرستی کی بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کی رگوں میں گرم خون اور جذبات میں سمندر کی سی طغیانی ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے جذبات اور ذہانت کی صحیح سمت میں راہنمائی کی جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں انہیں حالات کا رخ موڑ دینے، مشکلات جھیلنے، وقت ومال اور جان کی قربانیاں دینے اور مسلسل جدوجہد کرنے کا حوصلہ دیتی ہیں اور وہ زبانِ حال سے یوں گویا ہوتے ہیں:

خود اپنا راستہ آپ بناتے ہیں اہلِ دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

عام مشاہدہ ہے کہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حق گوئی و بیباکی کے جذبات ماند پڑنے لگتے ہیں، اہل و عیال اور روز گار کے علاوہ مصلحت کوشی اور آرام طلبی پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے، یونہی ذہنی صلاحیتیں بھی زوال پذیر ہوتی ہیں الا ماشاء اللہ۔ پھر نوجوانوں کے پاس اچھی صحت کے علاوہ فارغ وقت جیسی نعمت بھی ہوتی ہے اس لیے انہیں قیادت کا اہل سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے جذبات کے بے لگام گھوڑے کو فرمانبردار بنا چکے ہوں، بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے

تجربات سے استفادہ کریں اور آقا و مولیٰ ﷺ کی اطاعت و غلامی کرتے ہوئے دینِ حق کے سپاہی بن جائیں۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہو بے داغ ضرب ہو کاری

اسلامی انقلاب کی تاریخ بتاتی ہے کہ فرعون جیسے ظالم و جابر حکمران کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہنے والے چند نوجوان ہی تھے جنہوں نے مصائب و آلام کی پرواہ کیے بغیر حق کا پرچم بلند کیے رکھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں ہٹنے پر مجبور نہ کردیں۔“ (یونس:۸۳، کنزالایمان)

نبیِ کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی اکثریت بھی نوجوانوں کی ہی تھی۔ اولین ایمان لانے والوں میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر ۳۷ یا ۳۸ سال جبکہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی عمریں ۳۰ سے ۳۲ سال کے درمیان تھیں۔ دیگر چند اصحاب کے علاوہ باقی تمام صحابۂ کرام ۳۰ سال سے کم عمر والے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بااختلاف روایت آٹھ یا نو یا دس سال کی عمر میں ایمان لائے۔ رحیم و کریم آقا ﷺ کی دعوت اسلام کے جواب میں آپ نے عرض کیا کہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور جسمانی لحاظ سے کمزور ہوں اس کے باوجود میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ غزوات اور جنگوں میں آپ نے شجاعت اور بہادری کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ حیدر کرار اور اسد اللہ (اللہ کا شیر) کے خطابات سے نوازے گئے۔

عشرہ مبشرہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سولہ سال کی عمر میں ایمان لائے، کم عمری ہی میں شجاعت و بہادری کا یہ عالم تھا کہ کسی نے یہ جھوٹی خبر دی کہ مشرکین

نے حضور ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ ننگی تلوار لیے گھر سے نکل پڑے اسی حالت میں بارگاہِ نبوت میں جا پہنچے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ زبیر! یہ کیا؟ آپ نے سارا ماجرا بیان کیا، آقا ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ غزوہ بدر میں آپ اس بے جگری سے لڑے کہ آپ کی تلوار میں دندانے پر گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انیس سال کی عمر میں ایمان لائے۔ ایمانی جذبہ کا یہ عالم تھا کہ مدائن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے دریائے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیے اور اپنے لشکر کے ہم راہ یوں دریا عبور کیا کہ کفار ہیبت زدہ ہو گئے آپ اپنی شجاعت و جنگی مہارت کے باعث عراق و ایران کے فاتح کہلائے۔ عشرہ مبشرہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی عمر پچیس سال سے کم تھی جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عمریں تیس سال سے کم تھیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے تو اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کی انوکھی مثال قائم کی۔ آپ کی سہاگ رات تھی کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے منادی نے جہاد کا اعلان کیا۔ آپ حالتِ جنابت میں اپنی دلہن کو چھوڑ کر جہاد کے لیے حاضر ہو گئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جنگ کے بعد جب جسم مبارک دیکھا گیا تو اس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا: ”چونکہ حنظلہ پر غسل واجب تھا اور یہ میری اطاعت میں جہاد کے لیے آ گئے اس لیے انہیں ملائکہ نے غسل دیا ہے۔“ سبحان اللہ!

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا ہے تو اک ٹوٹا ہوا تارا

۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے نے کہا تھا: ”ہمیں ہندوستان میں ایک ایسی قوم پیدا

کرنی ہے جو رنگ و روپ کے لحاظ سے مقامی مگر طرز فکر، اخلاق اور ذوق و شوق کے لحاظ سے انگریز ہو۔" یہ غیر مسلموں کی سازش کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک پر عملی طور پر اسلام کی بجائے اسلام دشمن نظام نافذ ہے دن بدن مغربی تہذیب کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ستم یہ ہے کہ ذہین و عقلمند نوجوان اس سازش کا شکار ہوتے جارہے ہیں، جن ہاتھوں کو قلم و کتاب پکڑنی تھی وہ ویڈیو فلمیں تھامے نظر آتے ہیں، جن زبانوں کو حمد و نعت کی لذتوں سے آشنا ہونا تھا وہ فحش گانوں اور لغو باتوں سے آلودہ ہیں، جن آنکھوں میں شرم و حیا نے گھر کرنا تھا وہاں بے حیائی نے ڈیرہ ڈالا ہوا ہے، جن دلوں کو خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہونا تھا وہاں بدی اور منافقت قدم جمائے ہوئے ہے جن ذہنوں میں رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ چاہنے کا سودا سمایا ہونا چاہیے تھا انہیں مغربی تہذیب اپنانے کی ہوس نے پراگندہ کیا ہوا ہے۔ اب نوجوانوں کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ انہوں نے باطل کی ہمنوائی اور طاغوت کی بندگی میں متاعِ حیات برباد کرنی ہے یا اللہ تعالیٰ کی بندگی اور آقا ﷺ کی غلامی میں زندگی کو سرمایۂ آخرت بنانا ہے۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی پیغام ہے:

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آج پھر دینِ حق کو جواں عزم اور بیباک جرأت رکھنے والے، جہدِ مسلسل اور سعیِ پیہم کرنے والے اور جان و مال اور وقت کی قربانیاں دینے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ ان میں قیادت کے اہل افراد بھی مطلوب ہیں اور مخلص اور مستعد کارکن بھی۔ اقامتِ دین کی جدوجہد میں حصہ لینا کسی کا دینِ حق پر احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اپنے دین کی خدمت کے لیے ہزاروں لاکھوں میں

سے تمہیں پسند کر لیا۔ تمہیں اپنی خوش بختی پر ناز کرنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔" (الحج:۷۸، کنزالایمان)

عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق دعوتِ دین اور تنظیم سازی کے متعلق جامع لٹریچر کی اشد ضرورت تھی، صد شکر ربِّ کریم کا اس نے یہ نعمت ہمیں مفکرِ اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والا صفات کی معرفت عطا فرمائی۔ آپ کی تصنیف لطیف "تصوف و طریقت" پر شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء علامہ مفتی عبدالرزاق چشتی بھتر الوی صاحب نے تقریظ تحریر فرمائی اور حضرت مصنف مدظلہ العالی کو پیر طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ شریعت، واقفِ رموزِ طریقت، عارفِ حقیقت، واقفِ اسرارِ حقیقت، مبلغِ اسلام، مفکرِ اسلام، داعیِ حق، متکلمِ حق، عالمِ حق، عامل علی الحق، واصل اِلَی الحق اور مردِ مومن مردِ حق کے القابات سے یاد کیا ہے۔ اس سے حضرت مصنف مدظلہ العالی کے علمی و روحانی مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اہلِ سنت کے لیے یہ کتاب دعوتِ فکر بھی ہے اور پیغامِ عمل بھی، مشعلِ راہ بھی ہے اور مینارۂ نور بھی۔ اب یہ ان کے ذمہ ہے کہ وہ اس کتاب سے کس حد تک فیضیاب ہوتے ہیں۔ ربِّ کریم اس کتاب کو رافع اور نافع بنائے آمین۔

خاک پائے عرفاءِ کاملین
محمد آصف قادری غفرلہ

اظہارِ خیال

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب رضوی

(شیخ الحدیث، دار العلوم امجدیہ، کراچی)

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ مولانا شاہ تراب الحق صاحب نے اس کتاب کو نہایت محنت سے لکھ کر وقت کی ضرورت کو پورا کیا ہے، یہ کتاب میں نے حرف بحرف بنظرِ غائر پڑھی ہے، یہ کتاب معاشرے کے ہر طبقہ کے لیے مفید ہے، اس کتاب کو سو سے زیادہ آیاتِ قرآنیہ اور سو سے زیادہ احادیث صحاح ستہ کے علاوہ کتبِ معتبرہ سے پند و نصائح سے مزین کیا گیا ہے یوں یہ کتاب معاشرہ کے ہر مرد و عورت کے لیے فائدہ مند ہے لیکن بعض افراد کے لیے زیادہ مفید ہے، مثلاً محنتی طلباء کے لیے، مبلغین کے لیے، پی۔ ٹی۔ سی، سی۔ ٹی،بی۔ ایڈ، ایم۔ ایڈ کرنے والوں کے لیے، مدرسین کے لیے، کمپنیوں کے سربراہوں کے لیے، کسی بھی تنظیم کے منتظم و کارکنان کے لیے، خطباء وائمہ کے لیے، مدارس کے مہتمم حضرات کے لیے۔

کتاب ھٰذا نہایت جامع و مختصر ہے، اس کے پڑھنے میں بہت کم وقت صَرف ہو گا لیکن فوائد کثیر ہیں۔ کل ایک سو بارہ صفحات ہیں ایک صفحہ کے مطالعہ میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ صَرف ہوں گے کل 258=129 * 2 منٹ جس کے تقریباً سوا چار گھنٹے بنتے ہیں، تیز رفتار سے پڑھنے والا اس سے بھی کم وقت میں اس کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

اس کی عبارت نہایت سلیس اور آسان ہے، اس کا پڑھنے والا اُکتائے گا

نہیں، اس کے پڑھنے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہونگے۔

1. تبلیغِ دین کا جذبہ پیدا ہو گا۔
2. 200 سے زیادہ آیاتِ قرآنی واحادیث پڑھنے کا شرف و نورانیت حاصل ہو گی۔
3. معاشرہ کے افراد کے حقوق سے آگاہی ہو گی۔
4. پند و نصیحت کا طریقہ آجائے گا۔
5. پڑھنے سے ایمان تازہ ہو گا۔
6. قوتِ مطالعہ میں اضافہ ہو گا۔
7. کتبِ دینیہ کے مطالعہ کا شوق بڑھے گا۔
8. معاشرے کا کارآمد فرد بن جائے گا۔
9. نظم و نسق کا طریقہ آجائے گا۔
10. خدمتِ خلق کا شوق اُبھرے گا۔

اس کے علاوہ بیشمار فوائد کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہونگے۔

فقط

اسماعیل

خادم دار العلوم امجدیہ

۴ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

۲۳مارچ ۱۹۹۹ء

تقریظِ جمیل

از فاضلِ جلیل ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد افضل کوٹلوی مدظلہ العالی

(ایم اے عربی، اسلامیات، سیاسیات ناظم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ شکایت عام ہے کہ معاشرہ میں بے راہ روی بڑھ رہی ہے، مغربی تہذیب کے اثرات پھیل رہے ہیں، دینی اقدار کو نظر انداز کیا جارہا ہے، مذہبی رجحانات میں کمی آرہی ہے، حالانکہ آئے دن سیرت کانفرنسیں بھی منعقد ہورہی ہیں، اسلامی نظامِ حیات کے حوالے سے مجالس مذاکرہ بھی برپا ہوتی ہیں، مساجد میں جمعہ کے اجتماعات میں خطباء حضرات اپنے جوہر بھی دکھاتے ہیں اور تبلیغی جماعتیں بھی قریہ قریہ، بستی بستی گھومتی نظر آتی ہیں بایں ہمہ حالات جوں کے توں ہیں۔ ہر دردمند مسلمان سوچتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ سیرت کانفرنسیں ناکام کیوں ہیں، مجالس مذاکرات سے مقاصد کیوں حاصل نہیں ہوتے، خطباء و واعظین کیوں دلوں پر اثر انداز نہیں ہوتے، تبلیغی جماعتوں کی ناکامی کا سبب کیا ہے؟

اس ہجوم یاس وناامیدی میں پیر طریقت رہبر شریعت پاسبانِ مسلکِ رضا علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی نئی تصنیف "دعوت و تنظیم" روشنی کی کرن بن کر سامنے آئی ہے کتاب کے مطالعہ سے ذہن میں پیدا ہونے والے تمام سوالوں کا جواب مل گیا، سیرت کانفرنسوں کی ناکامی کا سبب سمجھ میں آگیا، مجالسِ مذاکرات بے نتیجہ رہنے کی حقیقت معلوم ہوگئی، خطباء و واعظین کے خطبوں اور واعظوں کی بے اثری کا راز کھل گیا، تبلیغی جماعتوں کے غیر مؤثر ہونے کی وجہ معلوم ہوگئی۔

"دعوت و تنظیم" میں قبلہ شاہ صاحب نے بڑے شگفتہ مگر عام فہم انداز میں حقیقت کو واضح کیا ہے۔

دینی دعوت ، داعیانِ حق کے اوصاف، دعوت و تنظیم اور راہِ حق کی آزمائشوں جیسے عنوانات قائم کر کے دینی تبلیغ کی اہمیت، مبلغین و واعظین کے اوصاف اور دعوتِ حق کی شرائط ولوازمات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان خصوصاً خطباء و واعظین اور مبلغین کے لئے نہایت مفید ثابت ہو گا۔

اس سے پہلے حضرت شاہ صاحب قبلہ ضیاء الحدیث ، تصوف و طریقت، جمالِ مصطفیٰ ﷺ اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ جیسی ایمان افروز کتب تصنیف فرما کر اہلِ علم و دانش سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں اور بلا مبالغہ ہزاروں مسلمان ان کتابوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

میں صدقِ دل سے قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ حضرت کا سایۂ کرم تادیر عوامِ اہلِ سنت کے سروں پر قائم رکھے اور آپ کے فیوض وبرکات سے مسلمانوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

محمد افضل کوٹلوی غفرلہ

۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

نئی نسل اور تبلیغ و تنظیم کے تقاضے

تبلیغ کیا ہے اور اس کا تنظیم سے کیا تعلق ہے یہ سوال اب جبکہ ہم ترقی یافتہ سماجی نفسیات کا روز بروز حصہ بنتے جا رہے ہیں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اجتماعی اور انفرادی زندگی کی ہر سطح پر تغیر و تبدل نے قدیم اقدار و قواعد کو ہی نہیں بلکہ کسی حد تک ان اصولوں کو بھی مشکوک اور پامال کر دیا ہے جن پر عمل کر کے ہمارے اسلاف نے مذہب کی تشریح و تفہیم کی ایک گرامر مرتب کی تھی۔ اس لئے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے کہ فکری و مذہبی ضرورتوں کو عصری تقاضوں کی روشنی میں بالاجتہاد پورا کیا جائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہر صدی میں سر اٹھاتا ہے اور مصلحین اس کے تدارک کے لیے اپنی علمی و عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں تاکہ ابلاغیاتی خلا پیدا نہ ہو اور معاشرے میں مذہب کا اثر و نفوذ برقرار رہے۔ مذہب سے حیاتِ انسانی میں توازن پیدا ہوتا ہے ایسا توازن جس کے بغیر انسانی زندگی محض ایک ہستیٔ پریشان رہتی ہے کیونکہ اس بکھری ہوئی کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کو ایک پوری اکائی بنانا مذہب کا مقصدِ اصلی ہے اور اکائی اسی صورت میں مکمل ہوتی ہے جب انسان کو نظامِ کائنات کا داخلی شعور حاصل ہو اور جز کا کُل سے جو تعلق ہے اس کا واضح اظہار ہو سکے اِنتشار، بے عملی اور بے سکونی ہر زمانہ میں انسانی فطرت کا لازمہ رہی ہے اور یہ صورتحال نئی نسل میں زیادہ نمایاں نظر آتی ہے اور اس کی وجہ وہی ہے کہ فکری تقاضوں کی آویزش۔ یہی وجہ ہے کہ

ہر دور میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نئی نسل شاید باغی ہو گئی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے نئی نسل مذہب کی حقانیت اور ہر شعبہ زندگی میں اس کی افادیت پر تمام ترَ ایمانی حرارت کے ساتھ یقین رکھتی ہے۔ اس کے دل میں اسلام کے حوالے سے کتابِ مبین کی آفاقی عظمت اور سنتِ نبوی ﷺ کی برکت و رحمت کا واضح اور زندہ تصور موجود ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ پرانی نسل طے شدہ قواعد پر پورے وثوق کے ساتھ عمل پیرا رہتی ہے اور نئی نسل اپنی عصری حِسّیت کے زیرِ اثر ان قواعد کے بارے میں سوال اٹھاتی رہتی ہے اس کا فطری تجسس اسے ایک پل بیٹھنے نہیں دیتا اور وہ چاہتی ہے کہ قدیم آئینے میں ایسے نئے منظر جلوہ گر ہوں جو اس کی حسّیت سے ہم آہنگ ہوں اس لئے یہ ملال کہ نئی نسل بدلحاظ یا منحرف ہو گئی ہے کچھ زیادہ درست نہیں ہے۔

آج مساجد گذشتہ کل کے مقابلے میں نوجوانوں سے زیادہ بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ تمام مذہبی تنظیموں کے روح رواں نوجوان ہیں، علماء ومشائخ کے دست وبازو نوجوان ہیں، بوسنیا سے لے کر کشمیر تک جہاد جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی یا جہاد کی سنت کو نوجوان ہی زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی معاشرے سے نوجوانوں کو یا ان کی قوتِ عمل کو منہا کر دیا جائے تو وہ معاشرہ معطل ہو کر رہ جائے گا۔ نوجوانوں کی حرارتِ ایمانی پرانی نسل کی علمی و عملی صلاحیتوں کو فعال رکھتی ہے اور ان کو غور و فکر کی منہاج فراہم کرتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ لائقِ ستائش ہیں جو اپنے تجربہ اور علم کے آئینے میں نئی نسل کو مثبت خطوط پر آگے بڑھنے میں مدد

دے سکیں۔ ان کو رجائیت اور قنوطیت سے بچا سکیں اور زندگی کے حوالے سے ان کے اندر کسی منفی سوچ کو پروان چڑھنے نہ دیں۔

روشن خیالی ایک مسلسل ضرورت ہے لیکن اس روشن خیالی کی حدود کا تعین بھی بہت ضروری ہے۔ یہ حدود ایک مسلم معاشرے میں یقیناً قرآن و سنت سے ہی اخذ کی جاسکتی ہیں۔ شرعی حدود، عقیدہ کی صورت میں فکری اور روحانی ترفع کی جانب لے جاتی ہیں۔ ایک ایسے ترفع کی جانب جو ایک عامی مسلمان کو مؤمن کے منصب پر فائز کرتا ہے۔ یہی تبلیغ ہے اور یہی تنظیم ہے، اسی تبلیغ و تنظیم کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ممتاز عالمِ دین علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے ہمیشہ نوجوانوں کی فکری اور روحانی تربیت کو ضروری تصور کیا ہے۔ فکری اور روحانی تربیت دراصل کسی عمارت کی تعمیر سے قبل درست بنیادی اینٹ رکھنے کا عمل ہے۔ اور اینٹ وہی درست رکھے گا جو معمار ہو گا۔ جو عمارت کی مضبوطی اور خوبصورتی کی ترجیحات اور افادیت سے پوری طرح واقف ہو گا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی پیشِ نظر کتاب ان کے اس معمارانہ جذبہ کی عکاس ہے۔ وہ اپنے موضوع اور مقصد پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ میری گفتگو اصل موضوع پر حاشیہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ مجھے پوری امید ہے کہ ہماری نوجوان نسل جو بے سمتی اور بے سکونی سے پریشان و خائف ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اور پھر اس مطالعہ پر عمل کرکے وہ نہ صرف اپنی مشکل کا حل پالے گی بلکہ فی زمانہ مذہب حقہ کو درپیش خطرات کے ازالے اور

استیصال کے لیے خود کو وقف کر دے گی یہی عمل اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حصولِ عزت اور شرفِ قبولیت کا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی عمر، علم، عمل اور توفیقات میں وسعت وبرکت عطا فرمائے تاکہ تبلیغ و تنظیم کے تقاضے بحسن و خوبی پورے ہو سکیں۔

خواجہ رضی حیدر

غلامِ غلامانِ غوثِ اعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ اللعالمین

باب اول

دینی دعوت

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ”اس زمانۂ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (اُن تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں)“۔[1]

ان آیات سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کے نقصان سے بچنے کے لئے اور حقیقی فلاح و کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر شخص کو یہ چار صفات اپنانی ضروری ہیں۔ **اول:** ایمان لائے، **دوم:** نیک اعمال کرے، **سوم:** ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید کرے، **چہارم:** راہ حق میں آنے والی مصیبتوں پر خود بھی صبر کرے اور دوسروں کو بھی صبر کی تاکید کرے۔

سورۂ آلِ عمران میں فرمایا گیا: ”اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے“۔[2]

اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو جن تین صفات کے اپنانے کا حکم دیا گیا

1...پارہ نمبر:30، سورۃ العصر، آیت نمبر:3،1

2...پارہ نمبر:4، سورۂ آل عمران، آیت نمبر:104

ہے وہ صفات یعنی اللہ کی طرف بلانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع فرمانا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی صفات مبارکہ ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔[3] نیز بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع فرماتے ہیں۔[4]

چونکہ رب تعالیٰ نے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی پیروی کو ان لوگوں کے لئے بہتر قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔[5] نیز اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اطاعت ایمان والوں پر فرض کی ہے[6] اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تینوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں۔

اب آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ارشادات کی روشنی میں ایک مسلمان کی ذمہ داریاں ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: ”تم میں سے جو شخص برائی ہوتی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اسے زبان سے بدل دے، اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے“۔(مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)[7]

3... پارہ نمبر:22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:46

4... پارہ نمبر:22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:46

5... پارہ نمبر:22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:36

6... پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:157

7 ... مسلم، ج1، ص167، حدیث:70، ترمذی، ج8، ص79، حدیث:2098، سنن نسائی، ج15، ص204، حدیث:4922، ابن ماجہ، ج4، ص152، حدیث:1265

آقا ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے: "تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا، ہر شخص اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا، ہر عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگراں ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اس سے اس کی بابت سوال ہو گا۔"(8)

حضورِ اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ "اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے اور پھر تم اس سے دعا کرو لیکن تمہاری دعا قبول نہ ہو۔"(ترمذی)(9)

دینی دعوت کے اوصاف

قرآن کریم نے دینی دعوت کے چھ (6)اوصاف بیان کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

1۔دعوت:

دعوت کا لفظی معنی بلانا یا پکارنا ہے لیکن اصطلاحی طور پر دعوت سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور حق قبول کرنے کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنا ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں فرمایا گیا: یَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ یعنی بھلائی کی طرف بلائیں۔(10)

8... بخاری، ج1، ص304، حدیث:853، مسلم9، ص352، حدیث:3452

9... ترمذی، ج8، ص75، حدیث:2095

10... پارہ نمبر:4، سورۂ آل عمران، آیت نمبر:104

اللہ عزوجل کی طرف بلانے کے لئے ضروری ہے کہ غرور و تکبر اور ذاتی مفاد سے دور رہتے ہوئے محض رضائے الٰہی اور مخاطب کی خیر خواہی کے پر خلوص جذبے سے دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ”اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں“۔ (11)

2۔ تبلیغ:

تبلیغ کے لفظی معنی پہنچانے کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں تبلیغ سے مراد دعوت حق کو لوگوں تک اس طرح پہنچا دینا ہے کہ وہ دل و دماغ پر اثر انداز ہو۔ ارشاد ہوا، ”اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے“۔ (12)

سورۃ الاحزاب میں مومنوں کی صفات یوں بیان ہوئیں، ”وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے“۔ (13)

نبی کریم ﷺ نے تئیس برس تک یہ فریضہ ادا فرمایا اور اپنے غلاموں کو بھی اس ذمہ داری کو ادا کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد ہوا ”مجھ سے (دین سیکھ کر) لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو“۔ (14)

11... پارہ نمبر:24، سورۂ حم سجدہ، آیت نمبر:33

12... پارہ نمبر:6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر:67

13... پارہ نمبر:22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:39

14... بخاری، ج3، ص1275، حدیث:3274

3۔تذکیر:

تذکیر کے معنی نصیحت کرنے کے اور یاد دلانے کے ہیں۔ انسان دنیاوی آلائشوں میں الجھ کر اپنے مقصد حیات سے غافل ہو جاتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ اسے بار بار یاد دہانی کرائی جائے اور نصیحت کے ذریعے سمجھایا جائے تاکہ وہ غفلت و معصیت سے بچنے کی کوشش کرے۔ارشاد ہوا''اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے''۔(15)

دوسری جگہ فرمایا،''تو تم نصیحت سناؤ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو''۔(16)

4۔تبشیر:

تبشیر کے معنی خوشخبری یا بشارت دینا ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بشیر و نذیر یعنی خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔(17)

ایک جگہ یوں ارشاد ہوا،''اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں''۔(18)

دوسری جگہ فرمایا گیا،''رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے''۔(19)

معلوم ہوا کہ لوگوں کو راہ حق کی طرف مائل کرنے کے لئے رضائے الٰہی،

15...پارہ نمبر:27،سورۃ الذریت، آیت نمبر:55

16...پارہ نمبر:30،سورۃ الغاشیۃ، آیت نمبر:21

17...پارہ نمبر:1،سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:119

18...پارہ نمبر:1،سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:25

19...پارہ نمبر:6،سورۃ النساء، آیت نمبر:165

جنت اور اجر و ثواب کی بشارت دینا بھی دینی دعوت کا ایک اہم وصف ہے۔

5۔انذار:

انذار کے معنی خبر دار کرنے اور ڈر سنانے کے ہیں۔ بعض لوگ رحمت و مغفرت کی بشارت سن کر احکام پر عمل کرنے میں سستی اور غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اور خدا کے منکروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانا چاہیے تاکہ وہ راہ حق پر گامزن ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالی ہوا، "اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو"۔[20]

سورۃ الانعام میں فرمایا گیا، "(فرمادو) میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے"۔[21]

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں "معنٰی یہ ہیں "کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جن کو یہ قرآن پہنچے"۔[22]

6۔تواصی بالحق:

نصیحت کا مفہوم ہے کسی کو خیر خواہی کے جذبے سے کسی کام کی طرف راغب کرنا یا مسلسل کسی کام کی تاکید کرتے رہنا۔ المفردات میں اس کا ایک مفہوم وعظ و نصیحت سے کوئی کام کرنے پر ابھارنا بھی بیان ہوا ہے۔ سورۃ البلد

20... پارہ نمبر:29، سورۃ المدثر، آیت نمبر:1، 3

21... پارہ نمبر:7، سورۃ الانعام، آیت نمبر:19

22... خزائن العرفان، سورۃ الانعام، آیت نمبر:19

میں ارشاد ہوا: ”جو ایمان لائے اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں“۔[23] سورۃ العصر میں فرمایا گیا، ”جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی“۔[24]

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے دینی دعوت کو ان چھ (6) اوصاف کا جامع ہونا چاہئے۔

۱۔ دینی دعوت محض رضائے الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور آقا و مولیٰ ﷺ کی طرف بلانے پر مبنی ہونی چاہئے۔

۲۔ داعی جو دینی تعلیمات جانتا ہو وہ پر اثر انداز میں لوگوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتا رہے۔

۳۔ جو لوگ مقصد حیات سے غافل ہوں انہیں ان کی دینی ذمہ داریاں سمجھانے کے علاوہ بار بار یاد دہانی بھی کرائی جائے۔

۴۔ داعی کو چاہئے کہ وہ حکمت کے ساتھ لوگوں کو رحمت و مغفرت اور اجر و ثواب کی خوشخبری بھی دیتا رہے۔

۵۔ نیز انہیں گناہوں اور غفلت سے باز رکھنے کے لئے حسبِ موقع خوفِ

23...پارہ نمبر:30، سورۃ البلد، آیت نمبر:17

24...پارہ نمبر:30، سورۃ العصر، آیت نمبر:3

خدا اور حساب و عذاب پر مبنی آیات و احادیث بھی سناتا رہے۔

٦۔ داعی پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ حق بات کی تاکید کرے اور پھر مسلسل راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کی وصیت کرتا رہے۔

دینی دعوت کا ایک وصف جسے سورۃ آلِ عمران کے حوالے سے کتاب کے آغاز میں بیان کیا گیا، یہ ہے کہ دعوت حق کا فریضہ انجام دینے کے لئے ایک منظم جماعت یا تنظیم ہونی چاہیئے جو دینِ حق کے غلبہ کے لئے اجتماعی طور پر جدوجہد کرے۔(25)

داعیانِ حق کی یہ جماعت اور تنظیم دراصل ان کے یکساں نظریات، نیک عزائم اور پر خلوص جذبات کا اتحاد ہوتا ہے اسی لئے ارشادِ باری تعالی ہوا، ”بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں“۔(26)

ترتیبِ دعوت

ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی اصلاح پر توجہ دینی چاہیئے۔ اپنے گھر والوں کی اصلاح و تربیت سے غافل ہو کر دوسرے شہروں کے پھیرے لگانا اور دور دراز کے لوگوں کی اصلاح کی خاطر چلّے کے

25...پارہ نمبر:4، سورۂ آل عمران، آیت نمبر:104

26...پارہ نمبر:28، سورۃ الصف، آیت نمبر:4

لئے نکل جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنا گھر جلتا چھوڑ کر پانی کی بالٹی لئے دوسرے علاقے میں نکل جائے اور وہاں تلاش کرے کہ کسی کے گھر آگ لگی ہو تو بجھا دی جائے۔ کیا یہ جہالت و حماقت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے،

"اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔(27)

جس طرح ہر شخص اپنے اہل و عیال کی پرورش کے لئے تکالیف برداشت کرتا ہے اسی طرح اسے چاہیئے کہ وہ انہیں دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے ہر ممکن سعی کرے اور یہ اس کی شرعی ذمہ داری ہے۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا، "تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم نگراں ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ ہر شخص اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ ہر عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔(28)

اس اہم ذمہ داری کے پیشِ نظر آقا و مولیٰ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ تم اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا یعنی مناسب سختی کرتے رہنا۔

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "تین اشخاص پر اللہ تعالیٰ نے جنت

27... پارہ نمبر:28، سورۃ التحریم، آیت نمبر:6

28... بخاری، ج1، ص304، حدیث:853، مسلم، ج5، ص213، حدیث:1701

حرام فرمادی۔ اول: شراب کا عادی، دوم والدین کا نافرمان، سوم وہ بے حیا جو اپنے گھر میں بے حیائی اور بے غیرتی کے کام ہونے دے"۔ (29)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کی دینی تربیت کرنے اور ان سے دینی احکام پر عمل کروانے میں مناسب سختی کرے یہ اہل و عیال کے حقوق میں سے ایک ہے، قیامت کے دن اس سے غفلت پر بھی بعض لوگوں کو عذاب دیا جائے گا۔

اس بارے میں ایک عبرت انگیز روایت پڑھئے شاید یہی اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کا سبب بن جائے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت میں ایک شخص بارگاہ الٰہی میں لایا جائے گا اس کی بیوی اور اولاد اس کی شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے: الٰہی اس سے ہمارے حقوق کے متعلق مؤاخذہ کر کیونکہ اس نے ہمیں دین کا علم نہ سکھایا اور ہمیں حرام کما کر کھلایا اور ہم بے علم تھے۔ لہٰذا اس شخص کو حرام کمانے کے سبب عذاب ہو گا یہاں تک کہ اس کا گوشت جھڑ جائے گا اس کے بعد انہیں میزان پر لایا جائے گا تو فرشتے اس شخص کی پہاڑ کے برابر نیکیاں لائیں گے اس کے گھر والوں میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر کہے گا کہ میری نیکیاں کم ہیں اور وہ اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا پھر دوسرا آگے بڑھے گا اور وہ بھی اس کی نیکیوں میں سے اپنی کمی

29... مسند احمد، ج11، ص153، حدیث:5117، نسائی، ج8، ص342، حدیث:2515

پوری کرے گا اس طرح اس کے اہل و عیال اس کی ساری نیکیاں لے جائیں گے تو وہ شخص اپنے گھر والوں سے یوں مخاطب ہو گا: ”آہ اب میری گردن پر وہ گناہ رہ گئے جو میں نے تمہارے لئے کئے تھے“۔ فرشتے کہیں گے، یہ وہ بد نصیب شخص ہے جس کے گھر والے اس کی ساری نیکیاں لے گئے اور یہ ان کی وجہ سے اب جہنم میں جائے گا۔ (قرۃ العیون)

رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے بستر بھی علیحدہ کر دو۔ (ابو داؤد)[30]

معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تربیت میں مناسب سختی کرنا ضروری ہے۔ خلافِ شرع کاموں پر دیگر اہل خانہ کی اصلاح کے لئے بھی سختی کرنے کا قرآنِ کریم نے حکم دیا ہے، ارشاد ہوا ”جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اُنہیں (ہلکی مار) مارو“۔[31]

بوقتِ ضرورت کسی خلافِ شرع کام کو مٹانے کے لئے عملی اقدام بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے اس وقت گھر میں ایک پردہ لٹک رہا تھا جس پر تصویریں تھیں آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا آپ نے اس پردے کو

30... سنن ابی داؤد، ج2، ص87، حدیث:417

31... پارہ نمبر:6، سورۃ النساء، آیت نمبر:34

پھاڑ دیا اور فرمایا، قیامت میں سب سے زیادہ عذاب ان کو ہو گا جو تصویریں بناتے ہیں۔(بخاری)[32]

گھر والوں کی اصلاح کے بعد زیادہ حق عزیز و اقارب کا ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا، "اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔[33] اگر دینی دعوت میں ان کا ساتھ میسر آگیا تو کام پھیلانے میں زیادہ آسانی ہو گی کیونکہ قریبی تعلق اور محبت کے باعث وہ بھرپور تعاون کریں گے اور دوسری بات یہ کہ ان کا ساتھ ہونے کا دوسرے لوگوں پر اچھا اثر پڑے گا اور داعی کے لئے آزمائشیں نسبتاً کم ہو جائیں گی۔ پھر دینی دعوت کا سلسلہ پورے محلہ اور پھر شہر تک وسیع ہو سکتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کو عزیز و اقارب کے بعد مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف کے لوگوں تک دعوت و تبلیغ کے لئے فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا، "تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں"۔[34]

پھر حکم ہوا کہ اے محبوب آپ تمام انسانوں کو مخاطب کر کے یہ فرمادیں، "اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔[35]

32... بخاری، ج5، ص2265، حدیث:5758

33... پارہ نمبر:26، سورۃ الشعراء، آیت نمبر:214

34... پارہ نمبر:25، سورۃ الشوری، آیت نمبر:7

35... پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:158

ذرائعِ دعوت

داعیانِ حق کو دینی دعوت عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے ایسی حکمت عملی طے کرنی چاہیے کہ ہر شخص تک ان کا پیغام پہنچ جائے۔ دعوت پہنچانا آپ کا کام ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہیں۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ آپ کے نظریات وافکار آپ کے ذہن میں بالکل واضح ہوں تاکہ آپ لوگوں کو بتا سکیں کہ آپ کو صراط مستقیم کی پوری بصیرت حاصل ہے اور یہ راستہ آپ نے سوچ سمجھ کر اپنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ”(اے محبوب!) تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا (مشرک) نہیں“۔ (36)

چونکہ دین کے نام پر ملک میں بہت سی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اپنی دعوت کے امتیازی اوصاف عوام تک پہنچائیں تاکہ آپ کی دعوت کی برتری ثابت ہو اور وہ آپ کی طرف مائل ہوں۔ بہت سے لوگ یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کی تنظیم کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے؟ آپ کو مقاصد کے حصول میں کتنی کامیابی ہوئی ہے؟ آپ کی سرگرمیاں دوسرے لوگوں پر کیا فوقیت رکھتی ہے؟ آپ کی تنظیم کی قیادت کیسے لوگوں

36...پارہ نمبر:13، سورۃ یوسف، آیت نمبر:108

کے ہاتھ میں ہے؟ وغیرہ۔ اس طرح کے سوالوں کے مناسب جوابات جاننے کے بعد لوگوں کے لئے آپ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

1۔ دعوت بذریعہ محافل دروس و نعت:

قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی دروس کا انعقاد دعوت حق کو پھیلانے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی صحیح العقیدہ باعمل عالم دین سے مسجد یا کسی بھی گھر میں دین سکھانے کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔ یونہی خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے کسی سنی عالمہ سے کسی گھر میں درس کا انعقاد وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ مسجد میں لوگوں کو جمع کرنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی جبکہ کسی گھر میں درس کے انعقاد کے لئے لوگوں کو شخصی رابطوں کے ذریعے مدعو کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ذاتی تعلقات اور میل جول اس ضمن میں بہت کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔

ہر عمارت کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے دین اسلام کی بنیاد توحید و رسالت اور آخرت کے عقائد ہیں۔ اگرچہ ہر مسلمان ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم رکھتا ہے۔ لیکن ان کا صحیح علم دوسروں تک پہنچانا داعی کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ ان عقائد پر مسلمان کا ایمان مضبوط ہو جائے تو اس کی زندگی ایک روحانی انقلاب سے آشنا ہو جاتی ہے اور پھر اسے اپنے اعمال کی اصلاح کرنا بالکل دشوار نہیں ہوتا۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ فقہی مسائل کو عقائد پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسے پروگراموں میں شرکت

کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں جن میں طہارت و نماز وغیرہ کے مسائل بیان کئے جائیں، اس طرح بعض لوگ ذکر و نعت کی محافل کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں، لوگوں کے ذہنی رجحان کے مطابق فقہی مسائل کی تعلیم یا ذکر و نعت کو بھی دینی دعوت پہنچانے کا نقطۂ آغاز بنایا جاسکتا ہے۔

ہفتہ وار درس کے علاوہ روزانہ مختصر دورانیہ کا درس بھی نصب العین کی یاد دہانی میں مددگار ثابت ہوتا ہے نیز ایسے مواقع پر دعوت دین کے لئے خصوصی پروگرام ضرور منعقد ہونے چاہئیں جب لوگوں کو جمع کرنے میں معمولی سی محنت درکار ہوتی ہے جیسے شب معراج، شب براءت، میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، یوم عاشورہ اور رمضان المبارک کا پورا مہینہ۔ بچوں میں قراءت، نعت، تقریر اور دینی معلومات کے مقابلے کرواکے یا بچوں کی دینی تربیت کے لئے خصوصی نشستیں منعقد کرکے ان میں بھی دینی سوچ کو پروان چڑھانا داعیانِ حق کی اہم ذمہ داری ہے۔

2۔ دعوت بذریعہ ملاقات ورابطہ:

مساجد میں منعقدہ پروگراموں میں عموماً نمازی حضرات شریک ہوجاتے ہیں لیکن جو لوگ مسجد نہیں آتے انہیں دعوتِ دین کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ داعی ان سے ان کے گھر یا دوکان یا دفتر وغیرہ جاکر ملاقات کرے اور خیریت و عافیت پوچھنے کے ساتھ ساتھ حکمت کے ساتھ مقصدِ حیات یاد دلائے اور اللہ عزوجل کی بندگی اور آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت کی طرف راغب

کرے۔ دعوت دیتے وقت مخاطب کی ذہنی سطح کے علاوہ اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا بھی حکمت کا تقاضا ہے اسی لئے آقا ﷺ کا ارشاد ہے، ”لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرو“۔ (37)

ایک عام تعلیم یافتہ، ایک اَن پڑھ اور ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص سے گفتگو کرتے ہوئے اس فرق کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

دعوت حق کو قبول کرنے میں اکثر لوگوں کی تعلیم، دولت یا حیثیت ہی ان کے لئے رکاوٹ ہوتی ہے اس لئے موقع محل دیکھ کر مناسب طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ دوران گفتگو ابتدا میں اختلافی امور سے گریز کیا جائے اور پہلی ہی گفتگو کو فیصلہ کن مرحلہ تک پہنچانا بھی ضروری نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ اگر پانی کے قطرے مسلسل کسی پتھر پر بھی پڑیں تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ رٹے رٹائے جملے داعیانہ تڑپ اور روحانیت سے خالی ہوتے ہیں۔

عقائد کی اصلاح کے بعد اعمال کی باری آتی ہے اور اعمال میں اہم ترین فریضہ نماز ہے۔ اصلاح فکر و عمل کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا جائے تاکہ وہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور اس کی رحمت ومغفرت کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ مایوسی طاری نہ ہو بلکہ اجر وثواب کا ذکر انہیں زیادہ نیکیوں کی طرف راغب کرنے کا باعث ہو۔ دینی دعوت دیتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے کہ بعض تو صرف سن کر مان جاتے ہیں کہ فلاں

37... کنز العمال، ج10، ص242، حدیث:29282

کتاب میں اس طرح لکھا ہے مگر مادیت پرست اور غفلت زدہ لوگ جو اسلام سے زیادہ سائنس کے پرستار ہوتے ہیں وہ مطمئن نہیں ہوتے۔ اس لئے داعی کو چاہئے کہ وہ جس موضوع پر گفتگو کرے اس کے بارے میں مطالعہ کر کے عقلی دلائل بھی بیان کرے، اس سے جدید تعلیم یافتہ طبقہ جلد متأثر ہوتا ہے۔

3۔ دعوت بذریعہ کتب و سی ڈی:

اچھی کتاب ایک بہترین دوست و مشفق معلم اور تبلیغ و اشاعت دین کا ایک موئثر ذریعہ ہے خاص طور پر خواتین تک دینی دعوت پہنچانے کے لئے یہ اہم ترین ذریعہ ہے کیونکہ خواتین مسجد میں درس و وعظ کی نشستوں میں شریک نہیں ہو سکتیں اور کتاب کے ذریعے وہ گھر بیٹھے دینی تعلیمات سے آگہی حاصل کر سکتی ہیں۔ اہلسنت کی کم نصیبی ہے کہ خواتین کی دینی تعلیم و تربیت پر اب تک بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

داعیانِ حق کے پاس مناسب تعداد میں دینی کتابچے یا پمفلٹ موجود ہونے چاہئیں جنہیں وہ رابطہ کے دوران لوگوں تک پہنچا سکیں۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ دینی کتب پر مشتمل ایک لائبریری ہر علاقے میں قائم کی جائے جہاں سے لوگ مطالعہ کے لئے کتب لے سکیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ تنظیم کے اراکین اپنے اپنے علاقے کی مساجد کے باہر نمازِ جمعہ کے وقت سٹال لگائیں اور رعایتی ہدیہ پر قرآنِ کریم مع ترجمہ کنز الایمان، جید علماء اہلسنت کی کتب اور کم ہدیے والے کتابچے لوگوں تک پہنچائیں، اسٹال کے

تعارف کے لئے اس مسجد کے خطیب صاحب سے اعلان کی درخواست کی جائے تو موزوں ہو گا۔ اس مصروف دور میں لوگوں کے پاس بازار جاکر صحیح اسلامی فکر رکھنے والی کتابیں خریدنے کا بھی وقت نہیں ہے اس طرح انہیں اپنے گھر کے قریب سے صحیح العقیدہ علماء کی کتب میسر آسکتی ہیں۔

ایک تیسری صورت یہ ہے کہ دینی کتب اور پمفلٹ لوگوں کو مفت دیئے جائیں یہ کام انفرادی طور پر تو ہر مبلغ ضرور کرے لیکن اجتماعی طور پر اس فریضہ کی ادائیگی وقت کی اشد ضرورت ہے۔ داعیانِ حق کو چاہیئے کہ وہ مخیر حضرات سے رابطہ کرکے انہیں اس کام کی اہمیت کا احساس دلائیں اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے پر مبنی آیات و احادیث کی روشنی میں اس کار خیر کے لئے آمادہ کریں۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ فرمان عالیشان مشعلِ راہ بنایئے۔ ”جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے مگر تین اعمال کے ثواب اسے ہمیشہ ملتے رہتے ہیں اول صدقہ جاریہ، دوم وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، سوم وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے“۔ (38)

سائنسی ترقی کے باعث اب دعوت دین پہنچانے کا ایک اور موئثر ذریعہ سی ڈی بھی ہے مختلف علماءِ حق کی تقاریر اور نعتوں کی سی ڈیز لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہر علاقے میں ایک لائبریری قائم کی جاسکتی ہے نیز سی ڈیز کو بھی بذریعہ اسٹال لوگوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں کو اس سلسلے

38... مسلم، ج3، ص1255، حدیث:1631، سنن ابی داؤد، ج8، ص76، حدیث:5494

میں ترغیب دی جائے کہ وہ کسی بھی وقت پورے ہفتے میں ایک بیان یا درس ضرور سنیں، اگر ان کے پاس گاڑی ہو تو دفتر وغیرہ جاتے ہوئے وہ یہ کام باآسانی کرسکتے ہیں۔ اسی طرح انہیں اس بات پر بھی آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے گھر میں قراءت اور نعتوں کی سی ڈیز بھی ضرور رکھیں، اس طرح گانوں والی برائی کا بھی خوب مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

باب دوم

داعیانِ حق کے اوصاف

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دینے والوں کے لئے امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں تین اوصاف لازم قرار دیے ہیں۔ **اول:** علم، **دوم:** تقویٰ، **سوم:** حسن اخلاق۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نیکی کا حکم دینے والے کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں۔

1۔ علم کہ علم کے بغیر اس کام کو اچھے طریقے سے نہیں کیا جاسکتا،

2۔ اس کام سے رضائے الٰہی اور دین کی سر بلندی مقصود ہو،

3۔ جس کو نیکی کا حکم دے شفقت و نرمی سے دے،

4۔ نیکی کا حکم دینے والا مشکلات پر صبر کرنے والا ہو،

5۔ وہ خود بھی نیکی پر عمل کرتا ہو،

داعیانِ حق یا مبلغین کے اوصاف کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ محبتِ خدا عزوجل و عشقِ رسول ﷺ

2۔ اخلاصِ نیت

3۔ حصولِ علم و فہم دین

4۔ داعیانہ تڑپ

5۔ قول و فعل میں یکسانیت

6۔ حکمت و دانائی

7۔ نرمی اور شفقت

8۔ عفوودرگذر

9۔ تدریج

10۔ میانہ روی

11۔ صبر واستقامت

1۔ محبتِ خدا عزوجل و عشقِ رسول ﷺ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا“۔(39)

معلوم ہوا کہ داعی کے دل میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ، اور اس کے رسول ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت دنیا اور اس میں موجود تمام محبوب رشتوں اور پیاری نعمتوں سے زائد ہونی چاہئے۔ ایک صحابی بارگاہِ نبوی میں

39...پارہ نمبر:10، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر:24

حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی ان سے ملاقات نہ ہو سکی؟ ارشاد فرمایا: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" وہ انہی کے ساتھ ہو گا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔(40)

ثابت ہوا کہ محبت زمان و مکان کے فاصلے مٹا کر مؤمن کو اس کے حقیقی محبوب کے قریب کر دیتی ہے اور پھر محبوب کی رفاقت و قرب کا احساس بندے کو ہر خوف و غم سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

ایک اور صحابی نے آقا و مولیٰ ﷺ سے سوال کیا، قیامت کب آئے گی؟ ارشاد فرمایا: قیامت کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی، نہ بہت ساری نمازیں جمع کی ہیں نہ روزے اور نہ ہی صدقے لیکن اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنی تو قیامت میں انہی کے ساتھ ہو گا جن سے محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے کے بعد کسی بات پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا وہ اس بات سے خوش ہوئے۔(41)

40... بخاری، ج5، ص2282، حدیث:5815، مسلم، ج13، ص91 حدیث:4775

41... بخاری، ج3، ص1349، حدیث:3485، مسلم، ج4، ص2023 حدیث:2639

محبتِ رسول ﷺ ایمان کی حلاوت عطا کرتی ہے اور قوت محرکہ کے طور پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی طرف مائل کرتی ہے اور انجام کار محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ ہر دعوے کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ محبتِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرتے ہوں اور آپ کے لمحات اور آپ کے شب و روز آقا و مولیٰ ﷺ کی اطاعت و پیروی سے خالی ہوں۔ رؤف و رحیم آقا ﷺ کی نعتیں سن کر آپ سبحان اللہ تو کہتے ہوں گے مگر تعریف زبان پر جاری ہو اور اعمال پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو؟ کون مسلمان ایسا کم نصیب ہو گا جو دنیا میں حضور اکرم ﷺ کی رحمت اور آخرت میں آپ کے قرب سے محروم ہونا چاہے گا؟ یقیناً کوئی نہیں تو پھر لازم ہے کہ آقا ﷺ کی محبت کی شمع اپنے سینے میں فروزاں کی جائے۔

راہِ حق کے داعی کو تو عشقِ رسول ﷺ کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس راہ میں کئی مشکل مقام آتے ہیں اور جب تک داعی اپنے محبوب و کریم آقا ﷺ کی محبت کے جذبے سے سرشار نہ ہو وہ اس راہ کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ عشقِ مصطفی ﷺ آپ کے سینوں میں راسخ ہو جائے اور آپ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے رنگ میں ایسے رنگ جائیں کہ ان کا مشن آپ کا مشن ہو، ان کی ادائیں آپ کا طرزِ زندگی بنیں اور آپ کے روز و شب ان کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھل جائیں، پھر آپ بھی فخر کے ساتھ یہ اعلان کر سکیں، ”ہم نے اللہ کے

رنگ میں رنگ گئے،اور اللہ سے بہتر کس کی کا رنگ؟ اور ہم اسی کو پوجتے ہیں"۔(42)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

2۔اخلاص نیت:

داعی یا مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو ورنہ اس کی ساری جدوجہد رائیگاں جائے گی۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت میں پہلے شہید کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، تونے میری رضا کے لئے جہاد نہیں کیا بلکہ تونے اس لئے جنگ کی کہ تجھے بہادر کہا جائے، وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر وہ جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا، اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا: تونے اس لئے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے، قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو وہ اوندھے منہ

42...پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:138

گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا پھر وہ جسے اللہ نے خوب مال دیا، لایا جائے گا اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا، تونے اس لئے مال خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے وہ کہہ لیا گیا پھر اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔(43)

معلوم ہوا کہ عبادات میں اخلاص بہت ضروری ہے جو نیکی دکھاوے، شہرت یا کسی اور دنیاوی غرض سے کی جائے برباد ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ”اللہ کو پوجو نِرے اس کے بندے ہو کر“۔(44)

یعنی اخلاص اختیار کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اخلاص اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے، میں اسے اس کے دل میں رکھتا ہوں جسے دوست بنالیتا ہوں“۔ امام غزالی فرماتے ہیں: علم بیج ہے، عمل کھیتی ہے اور اخلاص پانی ہے۔(کیمیائے سعادت)

اخلاص کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ علم دین سیکھنا فرض ہے لیکن بری نیت اس اہم نیکی کو برباد کر دیتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے، ”جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا، جاہلوں سے جھگڑے گا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا“۔(45)

43... مسلم، ج3، ص1513، حدیث:1905، سنن النسائی، ج10، ص199، حدیث:3086

44... پارہ نمبر:23، سورۃ الزمر، آیت نمبر:2

45... ترمذی، ج9، ص255، حدیث:2578

صحابۂ کرام علیہم الرضوان اخلاص کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر اسے قتل کرنا چاہتے تھے کہ اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں تجھے قتل کروں تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کے لئے ہو گا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی مجرم کو درے لگا رہے تھے کہ اس نے آپ کو گالی دے دی اس پر آپ نے درے لگانا روک دیا، اور پوچھنے پر فرمایا، اب تک میرا اسے مارنا رب تعالی کے لئے تھا اب گالی سننے کے بعد میں اگر تمہیں ماروں تو اس میں میرا غصہ بھی شامل ہو گا۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک صحابی سے فرمایا، عمل اخلاص سے کیا کرو کیونکہ ایسا عمل کم بھی ہو تو کافی ہو گا۔

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جسے معلوم ہوا کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں، اس عابد نے کلہاڑا اٹھایا اور اس درخت کو کاٹنے چل دیا، راستہ میں ایک بوڑھے کی شکل میں اسے ابلیس ملا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عابد نے کہا کہ اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں، ابلیس نے کہا کہ اللہ کی عبادت کر اس درخت کا خیال چھوڑ دے۔ عابد بولا، میں یہ نیک کام ضرور کروں گا۔ شیطان نے کہا، میں ہر گز نہیں کرنے دوں گا۔ دونوں میں ہاتھا پائی ہوئی عابد نے ایک ہی وار میں شیطان کو زمین پر دے مارا اور خود اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ شیطان نے ایک اور چال چلی، بولا اگر تو مجھے چھوڑ دے

تو میں تجھے کام کی بات بتاؤں، عابد نے چھوڑ دیا اور کہا کیا بات ہے؟ وہ بولا، اگر اس درخت کو کاٹنا ہوتا تو اللہ تعالی کسی نبی کو حکم دیتا اور پھر یہ کہ تمہیں اس کا حکم بھی نہیں دیا ہے اس لئے یہ ارادہ چھوڑ دو۔ عابد نے کہا، ہرگز نہیں اس وقت میری عبادت یہی ہے کہ وہ درخت کاٹ دوں۔ دونوں میں پھر لڑائی ہوئی اور عابد پھر اسے گرا کر سینہ پر چڑھ گیا۔

ابلیس نے کہا، اب اگر تو مجھے چھوڑ دے تو ایک اور بات بتاؤں گا پسند نہ آئے تو جو جی چاہے کرنا۔ عابد نے چھوڑ دیا شیطان بولا، اے نیک شخص! تم بہت غریب ہو اگر تمہارے پاس کچھ مال ہو تو خود بھی کام میں لاؤ اور فقراء پر خرچ کرو اور ثواب کماؤ اگر تم نے وہ درخت کاٹ بھی دیا تو لوگ دوسرے درخت کی پوجا کریں گے اور اگر تم یہ ارادہ چھوڑ دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ صبح تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا۔ عابد نے سوچا، ٹھیک ہی تو کہتا ہے میں ایک دینار خرچ کروں گا اور دوسرا راہِ خدا میں صدقہ کروں گا اور مجھے درخت کاٹنے کا حکم بھی تو نہیں دیا گیا یہ سوچ کر وہ گھر واپس آ گیا۔

تین دن تک تو اسے دو دینار ملتے رہے چوتھے روز کچھ نہ ملا، اسے بہت غصہ آیا وہ پھر کلہاڑا لے کر درخت کاٹنے چلا راستے میں ابلیس آ کھڑا ہوا اور پوچھا کہاں چلے؟ عابد نے کہا درخت کاٹنے۔ وہ بولا، اب تم درخت نہیں کاٹ سکتے۔ دونوں میں پھر لڑائی ہوئی مگر اس مرتبہ شیطان عابد کو گرا کر اس کے سینہ پر چڑھ گیا اور بولا، واپس جاتے ہو یا گردن کاٹ دوں؟ عابد نے خوف زدہ

ہو کر کہا، مجھے چھوڑ دے میں واپس چلا جاتا ہوں مگر یہ بتا اس مرتبہ تو نے اتنی آسانی سے مجھے کیسے بے بس کر دیا؟ ابلیس بولا، بات یہ ہے کہ پہلے تیرا غصہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا اس لئے میں مغلوب ہو گیا کیونکہ میں کسی ایسے شخص پر قابو نہیں پا سکتا جو اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی کام کرے مگر جو اپنے نفس کی خاطر کوئی نیک کام کرے وہ مجھ پر غالب نہیں آسکتا چونکہ اس بار تیرا غصہ دیناروں کے لئے تھا اس لئے تو فوراً مغلوب ہو گیا۔(کیمیائے سعادت)

شیطان اکثر داعیانِ حق کو ایسے ہی مکر و فریب کے ذریعے زیر کرتا ہے، پھر داعی یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، اسے نمایاں مقام دیا جائے، لوگ اس کا خاص احترام کریں اور خاطر تواضع بھی کریں وغیرہ۔ غرض یہ کہ پھر داعی کے دل میں غرور و تکبر جنم لیتا ہے جو کہ ہلاکت و بربادی کا بڑا سبب ہے۔ داعیانِ حق کو چاہئے کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ بغیر کسی دنیاوی مفاد کے محض رضائے الٰہی کے لئے سر انجام دیں اور لوگوں سے کسی نفع یا تعریف وغیرہ کی ہر گز امید نہ رکھیں نیز انبیاء کرام کے اس قول کو مشعلِ راہ بنائیں:

"میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہاں کا رب ہے"۔(46)

حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا، مخلص کون ہے؟ فرمایا: جس طرح شیر خوار بچے کو نہ تو تعریف اچھی لگتی ہے اور نہ مذمت بری معلوم

46...پارہ نمبر:26، سورۃ الشعراء، آیت نمبر:109

ہوتی ہے اسی طرح جب انسان تعریف اور تنقید کی پرواہ نہ کرے تو وہ مخلص ہو جاتا ہے۔ (47)

3۔ حصولِ علم و فہم دین:

آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے، "علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ (48)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں، "علم سے مراد وہ علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر جاننا ضروری ہے مثال کے طور پر جب کوئی اسلام میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کو جاننا فرض ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں، اور جب نماز کا وقت آگیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا فرض ہو گئے اور جب ماہِ رمضان آیا تو روزے کے احکام سیکھنا فرض ہوئے اور جب مالک نصاب ہوا تو زکوٰۃ کے مسائل جاننا فرض ہوئے اور جب نکاح کیا تو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کا بھی زن و شوہر سے تعلق ہے وہ سیکھنا فرض ہو گئے"۔ (49)

اس سے معلوم ہوا کہ داعی کو دین کے تمام بنیادی مسائل کسی صحیح العقیدہ سُنی عالم سے سیکھنے چاہئیں کیونکہ علم سیکھنے سے ہی دینی بصیرت پیدا

47... ذم الھوی، ص28

48... ابن ماجہ، 1، ص260، حدیث:220، کنز العمال، ج10، ص159، حدیث:28824

49... اشعۃ اللمعات، ج1، ص499، حدیث:207

ہوتی ہے۔ آقا ﷺ کا ارشاد ہے، ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔“ (بخاری، مسلم)(50)

اگر داعی کو ضروری علم حاصل نہ ہو تو وہ اصلاح و تربیت کا اہم فریضہ ادا نہیں کر سکتا۔ قرآن حکیم میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ دین کا علم بندے کو خوفِ خدا کی نعمت عطا کرتا ہے اور درجات کی بلندی کا باعث بھی ہے۔ ارشاد ہوا، ”اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔“(51)

مزید فرمایا گیا: ”اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔“(52)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلِ علم وہی ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔(53)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر حکمت کی اصل ہے۔

اب علم دین سیکھنے کے بارے میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ آقا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ”جو علم دین سیکھنے نکلا وہ واپسی تک اللہ تعالیٰ کی

50... بخاری، ج1، ص39، حدیث:71، مسلم، ج2، ص718، حدیث:1037

51... پارہ نمبر:22، سورۂ فاطر، آیت نمبر:28

52... پارہ نمبر:28، سورۃ المجادلہ، آیت نمبر:11

53... کنز العمال، ج8، ص150، حدیث:24729

راہ میں ہے"۔(54)

دمشق کی مسجد میں ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا، میں مدینہ منورہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں اس کے علاوہ مجھے کوئی کام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص علم دین کی طلب کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلاتا ہے، بیشک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور بیشک آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق اور پانی میں مچھلیاں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں اور یقیناً عالم کی فضیلت عابد پر وہی ہے جو چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر اور بیشک علماء حق انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں"۔(55)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "خبر دار! بیشک دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا طالب علم بھی"۔(56)

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا: "جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے عالم کی صحبت اختیار کی گویا اس نے میری صحبت اختیار کی، اللہ

54... مشکاۃ، ج1، ص47، حدیث:220، ترمذی: ج9، ص244، حدیث:2571

55... ترمذی، ج9، ص299، حدیث:2609، سنن ابی داود، ج10، ص49، حدیث:3157

56... ترمذی، ج8، ص302، حدیث:2244

عزوجل اس کو جنت میں میرا ہم نشین بنائے گا"۔ (57)

حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے: "ایک فقیہ یعنی عالم، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے"۔ (58)

ان تمام احادیث مبارکہ میں عالم سے مراد صحیح العقیدہ سنی عالم با عمل ہے۔

ایک بار رسولِ معظم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک جماعت عبادت و دعا میں مشغول ہے اور ایک مجلس میں دینی علم سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے فرمایا، یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے، ایک مجلس والے اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف راغب ہیں اگر وہ چاہے انہیں دے چاہے نہ دے لیکن جو لوگ علمِ دین سیکھنے سکھانے میں مصروف ہیں وہی افضل ہیں۔ میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ فرما کر آپ اس مجلس میں تشریف فرما ہوئے"۔ (59)

ان احادیثِ کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ داعیانِ حق کے لئے دین کا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے اور اس کے بیشمار فضائل ہیں نیز یہ کہ دین کا علم و فہم حاصل کر کے ہی داعیانِ حق اپنے تمام معاملات میں اسلام کے مطابق

57... کنزالعمال، ج14، ص21، حدیث:28883

58... ترمذی، ج9، ص395، حدیث:2605

59... سنن دارمی، ج1، ص111، حدیث:349، مشکاۃ، ج1، ص55، حدیث:257

عمل پیرا رہ سکتے ہیں۔

4۔داعیانہ تڑپ:

داعیانِ حق کے لئے داعیانہ تڑپ پیدا کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اس اعلیٰ منصب کا حقیقی شعور حاصل نہیں ہوتا۔ آقا و مولیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہو گا کہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح فکر و عمل کے لئے جد و جہد سے عبارت ہے۔ ہر لمحہ یہی فکر ہے، یہی لگن ہے، یہی احساس ہے اور اسی مقصد کے لئے آپ کے شب و روز وقف ہیں۔ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں کلمۂ حق بلند کرنا، بدر و احد کے معرکوں میں شجاعت کا مظاہرہ کرنا، طائف میں لہولہان ہونا، گالیاں سن کر برداشت کرنا، پتھر گندگی اور دیگر اذیتوں پر صبر کرنا، شعب ابی طالب میں تین سال نظر بند رہنا، یہ اسی داعیانہ جدوجہد کی مثالیں ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آقا ﷺ نے مجھے تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ: "تو کیسی ہو گی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں"۔ (60) تو میں نے دیکھا حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں"۔ (61)

60... پارہ نمبر:6، سورۃ النساء، آیت نمبر:41

61... بخاری، ج1، ص420، حدیث:1189

غور فرمائیے یہ کون سی ذمہ داری کا شدید احساس تھا جس نے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں کر دیے۔ یہ ذمہ داری یقینی طور پر حق کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری تھی۔ رب عزوجل کی بارگاہ میں اس ذمہ داری کے بارے میں گواہی دینے کے احساس نے آپ کی آنکھوں کو اشکبار کر دیا حالانکہ آپ سے زیادہ کامل داعی الی اللہ نہ کوئی ہوا اور نہ کوئی ہو گا۔

آقا ﷺ کا ارشاد ہے، "میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی اور جب ارد گرد کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو کیڑے پتنگے آگ پر گرنے لگے۔ وہ شخص پوری قوت سے ان پروانوں، پتنگوں کو روک رہا ہے لیکن وہ اس کی کوششوں کو ناکام بنا کر آگ میں گرے جا رہے ہیں ایسے ہی میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے جا رہے ہو"۔ (62)

حضور ﷺ جہد مسلسل کے ذریعے لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلایا کرتے تھے۔ جب کافروں نے آپ کی پر خلوص کاوشوں کے باوجود دعوت حق کو جھٹلایا اور آپ ان کے حق قبول نہ کرنے پر غمزدہ ہوئے تو قرآن عظیم نے آپ کے پر خلوص جذبے، داعیانہ تڑپ اور درد و سوز کو یوں بیان فرمایا، "کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے"۔ (63)

62... بخاری، ج3، ص1260، حدیث:3244، مسلم، ج4، ص1789، حدیث:2284

63... پارہ نمبر:26، سورۃ الشعراء، آیت نمبر:3

آقائے دوجہاں ﷺ کے دل اقدس میں لوگوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ اس قدر تھا کہ آپ جب خطاب فرماتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں، جذبات میں تیزی آجاتی، ایسا معلوم ہوتا کہ کسی فوج کے حملہ آور ہونے سے آگاہ فرمارہے ہیں۔(64)

ہر داعیِ حق کے دل میں ایسا ہی پر خلوص جذبہ، داعیانہ تڑپ اور احساس ذمہ داری ہونا چاہیے کہ وہ یہ سوچ کر لرز اٹھے اور آنسو بہائے کہ اگر قیامت میں مجھ سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے گھر والوں، کالج اور دفتر والوں، محلے اور شہر والوں کے سامنے حق کی گواہی دی یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا، وہ سوچے کہ کیا لوگوں کے انکار کے باوجود بھی میں ان کی ہدایت کے لئے بے قرار رہتا ہوں؟ کیا اپنے اردگرد بسنے والے تمام انسانوں تک میں نے دینِ حق کی دعوت پہنچا دی ہے؟ مختصر یہ ہے کہ جب تک داعی منصبِ دعوت کی ذمہ داری کا شدید احساس اپنے دل میں پیدا نہیں کرے گا وہ اس منصب کے کماحقہ فرائض ادا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

5۔ قول و فعل میں یکسانیت:

داعیانِ حق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو بلکہ جو دعوت دوسروں تک پہنچا رہے ہوں ان کی عملی زندگی بھی اس دعوت حق کی آئینہ دار ہونی چاہئے۔ اس لئے ہر داعی کو چاہئے کہ وہ نیک اعمال کرے

64... مسلم، ج2، ص592، حدیث:867

اور برے کاموں سے دور رہے کیونکہ داعی کے قول و فعل میں تضاد اس کی دینی دعوت کے لئے شدید نقصان دہ چیز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ”کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں“۔ (65)

یعنی دوسروں کو نصیحت کرنے سے قبل داعی کو خود اچھائیوں کو اپنا لینا اور برائیوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ایک اور جگہ فرمایا گیا، ”اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو“۔ (66)

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص آگ میں پھینک دیا جائے گا اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ آگ میں اس طرح پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے۔ دوسرے جہنمی پوچھیں گے، کیا تم دنیا میں ہمیں نیکی کی تلقین نہیں کرتے تھے اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ وہ کہے گا، ”میں تمہیں نیکی کی تلقین کرتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے روکتا تھا مگر خود برائیاں کرتا تھا“۔ (67)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا، میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی، یہ آپ کی امت کے خطیب

65... پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:44

66... پارہ نمبر:28، سورۃ الصف، آیت نمبر:2،3

67... بخاری، ج3، ص1191، حدیث:3094، مشکوۃ، ج3، ص114، حدیث:5139

اور نصیحت کرنے والے ہیں جو لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔(مشکوٰۃ)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا بلا شبہ عذاب کا باعث ہے لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے نہیں، اس لئے اگر کوئی عمل نہ کرسکنے کی وجہ سے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا چھوڑدے گا تو دو واجب ترک کرنے کی وجہ سے اور زیادہ عذاب کا مستحق ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! کیا ہمیں نیکی کا حکم اس وقت دینا چاہیے جب ہم خود مکمل طور پر برائیوں سے دور ہو جائیں؟ ارشاد فرمایا، تم نیکی کا حکم دیتے رہو اگرچہ خود مکمل طور پر اس پر عمل پیرا نہ ہو اور برائیوں سے منع کرتے رہو اگرچہ تم خود تمام برائیوں سے کنارہ کش نہ ہو سکو"۔(68) یعنی اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کا کام بھی جاری رکھنا چاہیے۔

6۔حکمت ودانائی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بے شک

68... کنزالعمال،ج31،ص359،حدیث:43553

تمہارارب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔ (69)

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل فرماتے ہیں، پکی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و تربیبات مراد ہیں۔ (خزائن العرفان) (70)

اس آیت میں دعوت کے تین اصول بیان ہوئے ہیں: **اول** یہ کہ دینی دعوت حکمت و دانائی کے ساتھ دی جائے، **دوم** یہ کہ عمدہ انداز میں اچھی نصیحت کی جائے، **سوم** یہ کہ بہتر طریقے پر بحث کی جائے۔ حکمت سے مراد صحیح بصیرت، درست فہم اور عقل و دانائی کے ساتھ ایسے دلائل پیش کرنا ہے جو مخاطب کو حق کو قبول کرنے پر آمادہ کر دے۔ اعلی حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے اسی لئے "حکمت" کا ترجمہ پکی تدبیر فرمایا ہے۔

حکمت کا مفہوم اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں، "ایک نوجوان بارگاہِ نبوی میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ یہ سن کر صحابہ نے اسے مارنا چاہا مگر حضور ﷺ نے انہیں روک دیا اور اس نوجوان کو قریب بلا کر نرمی سے فرمایا، کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ کوئی تمہاری ماں سے یہ فعل کرے؟ اس نے کہا، میں یہ کبھی پسند نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا، دوسرے لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ

69... پارہ نمبر:14، سورۃ النحل، آیت نمبر:125

70... خزائن العرفان، پارہ نمبر:14، سورۃ النحل، آیت نمبر:125

نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اسی طرح سوال کیا اور ہر بار پوچھا، کیا تمہیں پسند ہے؟ وہ نوجوان ہر بار یہ جواب دیتا، میری جان آپ پر قربان ہو میں یہ کبھی پسند نہیں کر سکتا، آپ ہر جواب کے بعد فرماتے، لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے، پھر آپ نے اس کے سر پر ہاتھ مبارک رکھ کر دعا فرمائی، الٰہی! اس کے گناہ معاف فرمادے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو برائیوں سے محفوظ کر دے، پھر وہ نوجوان کبھی ایسی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔[71]

غور فرمایئے کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کس حکمت و دانائی کے ساتھ اس کے جذبات کو عقل و دماغ کے تابع کر دیا اور اسے اس برے فعل سے نفرت دلائی، داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی کا مذاق اڑانے، سخت تنقیدی جملے کہنے اور طنزیہ انداز سے بالکل دور رہے۔ اور یہ بھی حکمت کا حصہ ہے کہ داعی دوستانہ ماحول میں گفتگو کرے، مخاطب کی بات توجہ اور اطمینان سے سنے، اس کے غلط نظریات پر فوراً تنقید نہ کرے بلکہ پہلے اس کی اچھی باتوں کی تائید کرے پھر اپنی اچھی بات تجویز کے طور پر پیش کرے، اسے سوچنے کا موقع دے اور اس دوران اپنے انداز اور گفتگو سے اسے یقین دلانے کی کوشش ضرور کرے کہ ہمیں محض رضائے الٰہی کے لئے حق کو سمجھنا اور اپنانا چاہئے تاکہ ہماری آخرت سنور جائے، کوشش کی جائے کہ زیادہ دیر تک موافقت کا ماحول قائم رہے یعنی گفتگو کا آغاز مشترکہ امور سے ہونا چاہئے، داعی اپنا پیغام

71... کنزالعمال، ج5، ص460، حدیث:13610

اس انداز سے پیش کرے کہ مخاطب اسے اپنے دل کی آواز سمجھے، اس کے لئے مخاطب کی نفسیات اور اس کے حالات کا صحیح جائزہ ضروری ہے۔

ہر وقت نصیحت کرتے رہنا اکتاہٹ اور بیزاری کا باعث بن سکتا ہے اس لئے مخاطب کے حسب حال گفتگو کی جائے، "آقا ﷺ جمعہ کے روز طویل وعظ نہیں فرماتے تھے۔ (72)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک بار وعظ سناؤ اگر نہ مانو تو دو دفعہ، اگر ضروری ہو تو تین بار، اس قرآن سے لوگوں کو اکتا نہ دو، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ کوئی قوم اپنی کسی بات میں مشغول ہو اور تم وعظ شروع کرکے ان کی بات کاٹ دو بلکہ خاموش رہو اور جب وہ خود عرض کریں تو انہیں حدیث سناؤ۔ "(73)

داعی کو چاہیئے کہ وہ مخاطب کی ذہنی کیفیت اور اس کے دین کو سمجھنے کی صلاحیت اور موقع محل کا خیال رکھتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اور حبیبِ کبریا ﷺ کی اطاعت کی طرف بلائے اور اس سلسلے میں ایسے محکم دلائل دے جس سے حق واضح ہو جائے اور اگر اس کے ذہن میں کوئی شک وشبہ ہو تو وہ دور ہو جائے۔

آپ کو یہ بھی چاہئے کہ سوز و گداز، خلوص اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ موئثر انداز میں جذبات کو ابھاریں، آپ دنیا کی بے ثباتی، موت و آخرت

72... مسند احمد، ج5، ص453، حدیث:23842

73... مشکوٰۃ، ج1، ص54، حدیث:252

کی فکر، جہنم کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں اس طرح گفتگو کیجئے کہ مخاطب کے دل میں اللہ تعالی کی بندگی کا شوق اور آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے یہاں تک کہ وہ راہ حق ہی کو اپنی نجات کا ضامن سمجھنے لگ جائے آپ کا اندازِ گفتگو ایسا دلنشیں ہو کہ مخاطب آپ کے لہجے اور لفظوں میں وہ تڑپ محسوس کر سکے جو اس کی اصلاح کے لئے آپ کے دل میں موجزن ہے۔

اگر بالفرض مخاطب بحث پر آمادہ ہو تو حکم یہ ہے کہ آپ سخت کلامی اور طنزیہ گفتگو سے بالکل پرہیز کرتے ہوئے محض دین کی سربلندی اور رضائے الٰہی کے لئے اس سے نرم لہجے اور شائستہ انداز میں بحث کیجئے تاکہ اس کے دل میں ضد، انا، نفرت اور تعصب کے جذبات نہ ابھریں، بالکل سادہ جملوں میں مناسب عقلی دلائل دیتے وقت آپ کے دل میں یہی تڑپ اور آرزو ہو کہ کاش یہ شخص اپنے رب کا مخلص بندہ اور آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سچا غلام بن جائے، البتہ جب یہ ظاہر ہونے لگے کہ وہ محض ضد اور تعصب کے ساتھ بحث برائے بحث کرنا چاہتا ہے تو بحث فوری طور پر ختم کر دیں اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں نیز اس کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔ (74)

7۔ نرمی اور شفقت:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو نرم مزاج اور شفیق ہونا

74... پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:199

چاہئے۔ دعوت و تربیت کے سلسلے میں نرمی اور آسانی کو اختیار کرنا اور سختی سے اجتناب کرنا کتنا ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کی جانب بھیجا تو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، ''نرمی کرنا، سختی نہ کرنا، خوشخبری سنانا، تنفر نہ کرنا، مل جل کر رہنا اور باہم اختلاف سے بچنا''۔(75)

آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیشہ کشادہ رو، نرم مزاج رہتے تھے آپ بد اخلاق نہ تھے اور نہ ہی سخت دل، نہ چلّانے والے، نہ بد گوئی کرنے والے۔(76)

ایک بار کسی اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا صحابۂ کرام اسے مارنے کے لئے بڑھے تو آپ نے فرمایا، ''اسے چھوڑ دو اور پانی کا ڈول لا کر بہادو کیونکہ تم نرمی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں''۔(77)

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، ''نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدگمانی سے بچو۔ جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے اچھا کر دیتی ہے اور جس چیز سے یہ نکل جاتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے''۔(78)

ایک اور روایت میں ہے، ''جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ بھلائی سے محروم کر دیا گیا''۔(79)

75... بخاری، ج5، ص201، حدیث:1308، و مسلم، ج1، ص50، حدیث:19

76... شرح السنہ، ج7، ص8، حدیث:3516

77... بخاری، ج1، ص89، حدیث:216، مسلم، ج1، ص236، حدیث:285

78... مسلم، ج4، ص1985، حدیث:2563

79... مسلم، ج4، ص2003، حدیث:2592

داعی کا کسی غافل گنہگار سے نفرت کرنا ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر اپنے مریض سے نفرت کرے۔ اس لئے داعی کو چاہیے کہ وہ مدعو کے گناہ سے نفرت کرے نہ کہ گنہگار سے۔ داعیانِ حق کو نہ صرف اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے بلکہ گمراہوں کو بھی نرم لہجے اور ناصحانہ انداز میں راہ حق کی طرف بلانا چاہیے کیونکہ سختی اور شدت سے مخاطب کے دل میں ضد، انا اور عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ آپ کی نہایت اچھی اور سچی باتوں کو بھی ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہی نصیحت فرمائی، ”تو اُس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے“۔(80)

یہ بات واضح ہے کہ نہ تو کوئی داعی کسی پیغمبر سے بہتر ہو سکتا ہے اور نہ ہی فرعون سے بڑھ کر کوئی مجرم ہو سکتا ہے اس کے باوجود جب ان جلیل القدر انبیاء کرام کو نرمی و مہربانی سے دعوت و نصیحت کی تاکید فرمائی گئی تو عام مبلغین کو عام نافرمانوں کے ساتھ ضرور نرمی کا سلوک کرنا چاہیے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے، ”قیامت کے دن مؤمن کے ترازو میں جو سب سے وزنی نیکی رکھی جائے گی وہ حسنِ اخلاق ہے اور اللہ تعالیٰ بد اخلاق اور فحش گو سے ناراض ہے“۔(81)

ایک اور روایت میں ہے کہ ”بارگاہِ نبوی میں سوال کیا گیا، ”بدبختی کیا

80... پارہ نمبر:16، سورۃ طہ، آیت نمبر:44

81... ترمذی، ج7، ص285، حدیث:1926

ہے؟ ارشاد ہوا، بد اخلاقی"۔ (مشکوۃ)[82]

بعض لوگ نرمی سے غلط مفہوم مراد لیتے ہیں اور وہ باطل سے مصالحت اور بے جا رواداری پر اتر آتے ہیں حالانکہ یہ فعل خلاف شرع ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی ایک صفت قرآن نے یہ بتائی ہے کہ وہ "کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل"۔[83]

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ صحابۂ کرام اس بات کا بھی لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا جسم کسی کافر سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔[84]

باطل سے مصالحت و دوستی اور بے جا رواداری سے ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں پہلا زوال اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی سے ملتا اور اسے کوئی برائی کرتے دیکھتا تو کہتا، "اللہ سے ڈر اور برائی نہ کر" لیکن اس کے نہ ماننے کے باوجود اس سے اپنی دوستی اور تعلق کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں قائم رکھتا، جب عام طور پر لوگ ایسا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے دلوں کو بھی نافرمانوں جیسا کر دیا پھر حضور ﷺ نے قرآن کی آیات (المائدہ 78 تا 81) تلاوت فرمائیں۔[85]

82... کنز العمال، ج3، ص19، حدیث: 5243

83... پارہ نمبر: 26، سورۃ الفتح، آیت نمبر: 29

84... خزائن العرفان، پارہ نمبر: 26، سورۃ الفتح، آیت نمبر: 29

85... پارہ نمبر: 6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر: 78 تا 81

(جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں پر کافروں سے دوستی کی وجہ سے پیغمبروں نے لعنت فرمائی) اور بڑی تاکید سے یہ حکم دیا کہ "نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اور ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اسے حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو"۔ (ابو داؤد)(86)

بنو امیہ کا گورنر مروان جب روضۂ انور پر حاضر ہوا تو ایک شخص کو قبرِ انور سے چمٹا ہوا دیکھا۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا، اے شخص تجھے علم ہے تو کیا کر رہا ہے؟ یہ بزرگ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا، ہاں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں، اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے دربارِ اقدس میں حاضر ہوں۔ اے مروان! جب متقی حاکم بنیں تو رونے کی ضرورت نہیں مگر جب نااہل لوگ والی بنیں تو رونا چاہیے، یہ سن کر مروان خاموشی سے چلا گیا۔(87) سچ ہے کہ:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

خلاصہ یہ ہے کہ عام لوگوں کے ساتھ ایک حد تک نرمی کا برتاؤ ضروری ہے مگر مخصوص حالات میں مناسب سختی کرنا بھی حسن اخلاق کے منافی نہیں۔

8۔ عفوودرگذر:

داعی کے اوصاف میں ایک اہم وصف یہ بھی ہے کہ وہ عفو و درگزر کا

86... سنن ابی داؤد، ج12، ص441، حدیث:4181

87... مسند احمد، ج5، ص422، حدیث:23633

پیکر ہو۔ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ اقدس میں کسی نے حسنِ اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے سورۃ الاعراف کی آیت[88] تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔ پھر آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "حسن اخلاق یہ ہے کہ تم قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو ظلم کرے اسے معاف کر دو"۔[89]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم اُن سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا (اثر کرنے والی) بات کہو"۔[90]

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ حکم منافقوں کے بارے میں دیا گیا تھا، اس سے اندازہ لگایئے کہ دعوت و تبلیغ میں مخالفین کی بدتمیزی کو بھی درگذر کرنا چاہیے تو مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں نرمی اور اخلاق سے سمجھایا جائے۔ اسی لئے ارشاد ہوا، "اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے"۔[91]

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا: "چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں"۔[92]

رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا لیکن آپ

88... پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:199

89... سنن الکبری، ج10، ص235، حدیث 21621

90... پارہ نمبر:6، سورۃ النساء، آیت نمبر:63

91... پارہ نمبر:27، سورۃ الذّٰریٰت، آیت نمبر:55

92... پارہ نمبر:18، سورۃ النور، آیت نمبر:22

جب اللہ تعالیٰ کی متعین فرمائی ہوئی حدود کی بے حرمتی یعنی شرعی احکام کی خلاف ورزی دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کے لئے غضب فرماتے اور اس کا بدلہ لیتے۔[93]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک اعرابی نے آقا ﷺ کی چادر مبارک پکڑ کر آپ کو نہایت زور سے کھینچا، میں نے دیکھا کہ اس اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے گردن مبارک پر چادر کے نشان پڑ گئے ہیں۔ وہ بولا، اے محمد ﷺ! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دیجیے۔ آقا ﷺ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیے اور اسے کچھ مال دینے کا حکم فرمایا۔[94]

قرآنِ حکیم میں مومنوں کو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ "برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست"۔[95]

یہ ایک اہم اصول ہے جسے اپنانے سے داعی کا تزکیہ نفس بھی ہوتا رہتا ہے اور آخر کار مخالف مداح بن جاتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ شیخ ابو عثمان حیری کے سر پر کسی نے چھت پر سے بہت سی خاک ڈال دی آپ نے وہ خاک جھاڑی اور خدا کا شکر ادا کیا، کسی نے پوچھا کہ آپ شکر کس بات کا ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا، جو آگ میں ڈالے جانے کا مستحق ہو اس پر صرف خاک

93... بخاری، ج3، ص1306، حدیث:3367

94... سنن ابی داؤد، ج12، ص393، حدیث:4145

95... پارہ نمبر:24، سورۂ حم سجدہ، آیت نمبر:34

ڈال دی جائے تو کیا یہ شکر کی بات نہیں؟(کیمیائے سعادت)

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے دوران گفتگو کسی نے کہہ دیا، خدا سے ڈرو! آپ کا چہرہ زرد پڑ گیا آپ نے سر جھکالیا اور فرمایا، خدا تمہیں جزا دے، جس وقت کسی کو علم پر ناز ہونے لگے اس وقت وہ محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اسے خدا یاد دلا دے"۔(مناقب للموفق)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑے گناہوں میں سے ہے کہ جب کوئی کسی دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ تو اللہ سے ڈر۔ تو برائی کرنے والا جواب میں کہے، تو خود کو سنبھال اور میری فکر چھوڑ"۔(کیمیائے سعادت)

ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور ایسے وقت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی سنت رہی ہے کہ وہ درگذر فرماتے ہیں۔ ایک طعنہ آمیز جملہ اکثر داعیانِ حق کو ملتا ہے جو کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا: "بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقل مند نیک چلن ہو"۔ (96)

کم نصیبی سے ہمارے معاشرے میں بھی یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ "کسی کو نماز پڑھنی ہو تو اپنے لئے پڑھے ہمیں نصیحت نہ کرے"۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی

96... پارہ نمبر:12، سورۂ ہود، آیت نمبر:87

سے غافل لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو نماز پڑھے گا وہ نماز کی برکتوں سے دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرے گا اور پھر ہمارے برے کاموں پر ضرور تنقید کرے گا اس لئے وہ پہلے نماز کا اور پھر عقلمند اور نیک ہونے کا طعنہ دیا کرتے ہیں داعی حق کے لئے یہ سب سے پہلی آزمائش ہوتی ہے پھر اس کے بعد اس کی ذات کو مزید طعنوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

ان حالات میں مناسب ردعمل یہی ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے الجھنے سے اعراض کیا جائے اور مومنوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے درگذر کرتے ہوئے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، ”اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام“۔(97)

9۔ میانہ روی:

سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ”دین آسان ہے جو شدت کا رویہ اپنائے گا وہ مغلوب ہو جائے گا اس لئے سیدھی اور میانہ روی کی راہ اپناؤ اور خوشخبری حاصل کرو“۔(98)

جب زندگی کے کسی ایک پہلو میں اعتدال سے تجاوز کیا جاتا ہے تو دوسرے پہلو ضرور متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح بہت سے حقوق و فرائض کی

97... پارہ نمبر:19، سورۃ الفرقان، آیت نمبر:63

98... بخاری، ج1، ص23، حدیث:39، نسائی، ج15، ص241، حدیث:4948

ادائیگی میں کوتاہی بھی ہو جاتی ہے یہ روش اسلامی روح کے عین خلاف ہے، جب آقا ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عبادت میں ایسے محو رہتے ہیں کہ گھر والوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے تو آپ نے ان سے فرمایا، "ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، قیام بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے"۔ (بخاری)(99)

اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں کہ اہل خانہ کے حقوق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو فراموش کر دیا جائے یا مہمان گھر آئیں تو ان کی مہمان نوازی میں نماز چھوڑ دی جائے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے، "خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔"(100)

حاصل کلام یہ ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی ادا کئے جائیں۔ ایک اور موقع پر آقا ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں، بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں"۔ (بخاری، مسلم)(101)

لوگوں کو دعوت حق دیتے ہوئے بھی داعی کو اعتدال کی راہ اپنانی چاہیے

99... بخاری، ج2، ص697، حدیث:1874

100... مسند احمد، ج1، ص131، حدیث:1095

101... بخاری، ج5، ص1949، حدیث:4776، مسلم، ج2، ص1020، حدیث:1401

یعنی نہ تو خوف و عذاب کا ایسا ذکر کیا جائے کہ سننے والے رحمتِ الٰہی سے مایوس ہو جائیں اور اپنی اصلاح کو محال سمجھنے لگیں، اور نہ ہی رحمت و مغفرت کا اس انداز میں ذکر ہو کہ لوگ گناہ پر دلیر ہو جائیں اور خوف خدا سے عاری ہو کر غیر ذمہ دار بن جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، ’’بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں کرتا اور نہ اس کی نافرمانی کے لئے انہیں چھوٹ دیتا ہے اور نہ ہی انہیں عذابِ الٰہی سے بے خوف بناتا ہے‘‘۔

10۔تدریج:

دعوت و تربیت کے کام میں تدریج کا خیال رکھنا حکمت کا ایک اہم جزو ہے۔ نزول قرآن کے حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری آیات بیک وقت نازل نہ فرمائیں بلکہ حسبِ ضرورت و حکمت انہیں بتدریج نازل فرمایا، اسی طرح داعی کو چاہیے کہ وہ نئے شخص کو تمام شرعی احکام ایک ساتھ نہ بتائے بلکہ پہلے صرف عقائد کی اصلاح کرے اور نماز کی تلقین کرے پھر دیگر فرائض و واجبات سکھائے اور حرام کاموں سے بچنے کی تاکید کرے، آغاز ہی میں فروعی معاملات کو زیرِ بحث نہ لائے۔

تدریج ایک فطری اور ضروری چیز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن عظیم میں شروع میں صرف وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تو حرام اور حلال کی آیات نازل ہوئیں، اگر پہلے ہی مرحلے میں شراب اور زنا کی

حرمت کے احکام نازل ہو جاتے تو لوگ پکار اٹھتے کہ ہم شراب اور زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔(بخاری)[102]

داعیِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا، تم یہود و نصاریٰ کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں، جب وہ یہ مان لیں تو انہیں بتانا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ ان پر زکوٰۃ بھی فرض ہے جو ان کے امراء سے لے کر غرباء کو دی جائے گی۔(بخاری)[103]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پہلے لوگوں کو عقیدۂ توحید و رسالت کی تعلیم دی جائے پھر انہیں نماز کی دعوت دی جائے، جب وہ یہ مان لیں پھر انہیں زکوٰۃ سے آگاہ کیا جائے، یہ تدریج ہے۔ اب اگر کوئی داعی پہلے ہی دن مخاطب سے تمام فرائض و سنن ادا کرنے کا تقاضا کرے اور مکروہات سے بچنے کا عہد لینا چاہے تو یہ بات کس طرح مناسب ہو گی؟ انسان، حیوانات اور نباتات سب کے سب تدریجی مراحل سے گزر کر ہی اپنے کمال کو پہنچتے ہیں، اسی طرح ابتدائی جماعتوں کا نصاب پڑھ کر ہی طالب علم کالج جانے کے لائق ہوتا ہے پس داعیانِ حق کو ان درمیانی مراحل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

102...بخاری، ج4، ص1910، حدیث:4707

103...بخاری، ؛ج2، ص505، حدیث:1331

کسی بزرگ کے پاس ایک شخص بیعت ہونے آیا اور عرض کی، میں افیون کھاتا ہوں اس شرط پر بیعت لوں گا کہ آپ مجھے افیون کھانے سے نہیں روکیں گے۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے مگر یہ وعدہ کرو جب افیون کھاؤ گے مجھے دکھا کر کھاؤ گے۔ وہ بیعت ہو گیا۔ پھر جب بھی وہ افیون کھانا چاہتا حاضر ہو جاتا، آپ اس میں سے ایک چٹکی افیون کم کر لیتے۔ بتدریج آپ افیون کی مقدار کم کرتے چلے گئے اور آخر کار اس نے افیون چھوڑ دی، یہ ہے حکمت۔

اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے صرف ان نیکیوں کی تلقین کی جائے جو معروف اور عام فہم ہیں یعنی نماز کی طرف راغب کیا جائے پھر نماز کے مسائل سکھائے جائیں اور دینی عقائد سیکھنے کی اہمیت بیان کی جائے پھر ذہنی طور پر آمادہ کر کے مزید تعلیم دی جائے یعنی بتدریج فرائض و واجبات کی طرف راغب کیا جائے اور اسی طرح ایک ایک کر کے برائیوں کو دور کیا جائے۔

11۔ صبر و استقامت:

داعیانِ حق کا سب سے اہم وصف صبر و استقامت ہے جسے سورۃ العصر میں نقصان سے بچنے کی ایک شرط قرار دیا گیا ہے۔ داعیانِ حق پر لازم ہے کہ راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور تکالیف پر نہ صرف وہ خود صبر کے پیکر بن جائیں بلکہ دوسرے داعیانِ حق کو بھی صبر کی وصیت کرتے رہیں اور ان کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہ آئے۔

راہِ حق میں مصائب و مشکلات کا پیش آنا اور طرح طرح کی آزمائشوں

میں مبتلا ہونا ایک فطری عمل ہے کیونکہ جب حق کا کلمہ بلند کیا جاتا ہے تو باطل کو ضرور تکلیف ہوتی ہے اس لئے جب بھی نیکی کی دعوت دی جائے گی شیطانی قوتیں فوراً مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گی۔ انبیاء کرام علیہ السلام کو بھی راہ حق میں بیشمار اذیتیں دی گئیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، ”کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے“۔(104)

تمام داعیانِ حق سے زیادہ مصائب و تکالیف آقا ﷺ نے برداشت کیں۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے، ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے ڈرایا اور دھمکایا گیا کہ اتنا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا اور جس قدر مجھ کو اذیتیں دی گئیں اتنی کسی اور کو اذیتیں نہ پہنچیں، ایک مرتبہ مجھ پر تیس راتیں اس حال میں گزریں کہ میرے اور بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال کی بغل میں تھا“۔(105)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور آزماتا ہے کیونکہ آزمائش کے مراحل سے گزر کر ہی ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایمانی دعوے کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے، ارشاد ہوا، ”کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ

104...پارہ نمبر:2، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:214

105...ترمذی، ج9، ص12، حدیث 2396

دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی"۔(106)

دوسری جگہ فرمایا: "کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔"(107)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا، "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔"(108)

خزائن العرفان میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: خوف سے مراد اللہ کا ڈر، بھوک سے مراد رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوۃ وصدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعے موتیں ہونا اور پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کی موت ہے۔(109)

صدرالافاضل نے مومنوں کو قبل از وقت آزمائشوں کی خبر دینے میں حکمتیں یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس سے آدمی کو مصیبت کے وقت صبر آسان ہو جاتا ہے اور یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا ومصیبت کے وقت صابر وشاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو۔ ایک حکمت یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر ہے اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا معجزہ ہے۔ اور ایک حکمت یہ بھی

106... پارہ نمبر:20، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:2

107... پارہ نمبر:4، سورۂ آل عمران، آیت نمبر:142

108... پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:155

109... خزائن العرفان، پارہ نمبر:1، سورۂ البقرۃ، آیت نمبر:155

ہے کہ آزمائشوں کی خبر سے منافقوں کے قدم اکھڑ جائیں اور مومن اور منافق میں امتیاز ہو جائے۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی استقامت

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے راہ حق میں سخت ترین تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کو زنجیروں سے باندھ کر کوڑے مارے جاتے پھر اگلے دن تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینے پر بڑے وزنی پتھر رکھ دئے جاتے تاکہ اذیت وتکلیف کی وجہ سے اسلام سے پھر جائیں یا تڑپ تڑپ کر جان دے دیں لیکن بلال رضی اللہ عنہ کا عشق تھا کہ ان آزمائشوں سے مزید نکھرتا رہا اور پھر ایک وقت آیا کہ آپ دربارِ رسالت کے موٴذن اور آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خادم خاص بن گئے۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زنجیر پہنا کر دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور کبھی پشت کے بل گرم ریت پر لٹا دیا جاتا جس سے جسم کا گوشت گل جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے دور خلافت میں آپ سے ان تکالیف کے بارے میں پوچھا تو آپ نے قمیض ہٹا کر پشت سامنے کر دی، دیکھا کہ برائے نام گوشت باقی ہے۔ پوچھنے پر عرض کی، مجھے آگ کے انگاروں پر گھسیٹا گیا یہاں تک کہ میری پشت کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔ (110)

آپ ہی سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض

110... اسد الغابۃ، ج 1، ص 129، حدیث: 129

کی، آپ ہمارے لئے مدد کی دعا کیوں نہیں فرماتے؟ ارشاد فرمایا، ”تم سے پہلے ایسے ایمان والے گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کو گڑھا کھود کر اس میں دبا دیا جاتا پھر ایک آرا لا کر ان کے سروں پر چلایا جاتا اور ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے، بعض کے جسم پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں تک پہنچ جاتیں لیکن ان تمام اذیتوں کے باوجود وہ دینِ حق سے روگردانی نہ کرتے۔ خدا کی قسم! دین اسلام غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء (یمن) سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا لیکن تم جلد بازی کر رہے ہو۔ (بخاری)[111]

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ خدا تو دیکھیے کہ جب مسلمانوں کو پے در پے فتوحات حاصل ہونے لگیں تو آپ رویا کرتے کہ کہیں ہماری تکالیف کا بدلہ دنیا ہی میں تو نہیں مل رہا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کو بھی اسلام کی وجہ سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں آپ کی والدہ کی شرم گاہ میں ابو جہل مردود نے نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا، یہ اسلام میں پہلی شہادت تھی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت کا دعوی تو آسان ہے مگر ثابت کرنا اور پھر آسانی اور مصیبتیں یعنی ہر حالت میں اس پر قائم رہنا بہت مشکل ہے۔ سچی محبت تو وہی ہے جو شدید مصیبت اور پریشانی میں بھی قائم رہے۔ سیدنا حمزہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے قبولِ اسلام سے پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت اصرار کر کے سرکارِ دو

111... سنن ابی داؤد، ج7، ص243، حدیث:2278

عالم ﷺ کو خانہ کعبہ لے گئے اور وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پہلا خطبہ دیا، خطبہ سنتے ہی کفار حملہ آور ہوگئے اور آپ کو مار مار کر لہولہان کر دیا آپ کا تمام چہرۂ اقدس خون سے بھر گیا اور آپ بیہوش ہوگئے، شام کو ہوش آیا تو زبان پر پہلا جملہ یہ تھا، کیا آقا ﷺ خیریت سے ہیں؟ والدہ کچھ کھلانا چاہتی تھیں لیکن آپ نے قسم کھائی کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک اپنے آقا ﷺ کو دیکھ نہ لوں گا۔ پھر جب رات گئے دار ارقم جا کر آپ نے حضور ﷺ کی زیارت کی تو سکون ملا۔ عشق ہو تو ایسا ہو، اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضلِ بریلی قدس سرہ نے خوب فرمایا:

جان ہے عشق مصطفی روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

باب سوم

دعوت و تنظیم

جب تنظیم کی بات کی جاتی ہے تو فوراً ہی نظم وضبط اور اصول وضوابط کا تصور ذہن میں آجاتا ہے، ایک مضبوط تنظیم اسی وقت قائم ہوتی ہے جب اہل حق ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر محبت وایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی اور دینِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سربلندی کے لئے اپنے قلوب واذہان کا اتحاد کر لیتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں بٹ نہ جانا) اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا (دشمنی تھی) اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ"۔ (112)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ مسلم شریف میں وارد ہوا کہ قرآنِ پاک حبل اللہ (یعنی اللہ کی رسی) ہے جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

112...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:102،103

کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے اور فرمایا، تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے"۔ سورۃ الانفال کی آیت(113) میں ارشاد ہوا، "اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے۔"

گویا مومنوں کا باہمی تعلق اخوت و محبت کا تعلق ہے اسی لئے سورۃ الحجرات میں مومنوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے جبکہ کافروں کے باہمی تعلق کے بارے میں ارشاد ہوا۔ "اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ایسانہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا۔"(114)

اس کی تفسیر میں ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی تعاون و تناصر نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک قوت نہ بن جائیں تو کفار قوی ہونگے اور مسلمان ضعیف، اور یہ بڑا فتنہ و فساد ہے۔ (خزائن العرفان)(115)

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ دعوت کا کام انفرادی طور پر بھی کیا جا سکتا ہے مگر اجتماعی طور پر نظم و ضبط کے ساتھ اس کام کو کرنے میں کئی حکمتیں ہیں نیز دعوت و تبلیغ کے لئے اتحاد و تنظیم کی بنیاد ایمان ہے اور اس بنیاد پر تنظیم کی مضبوط عمارت اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب ایمان والے ایمان کی لذت کو محسوس کرنے لگیں۔ غیب بتانے والے آقا ﷺ کا فرمان ہے:"جس میں

113...پارہ نمبر:10، سورۃ الانفال، آیت نمبر:63

114...پارہ نمبر:10، سورۃ الانفال، آیت نمبر:73

115... خزائن العرفان، پارہ نمبر:10، سورۃ الانفال، آیت نمبر:36

تین اوصاف ہونگے وہ ایمان کی لذت پائے گا، اول یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دوم یہ کہ جس سے بھی اسے محبت ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو، ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اسے ایسی نفرت ہو جیسی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے"۔(بخاری، مسلم)(116)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب مومن کے دل میں دنیا کی ہر شے سے زیادہ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت ہوگی تو وہ ہر کام کرنے سے پہلے ان کی رضا کے بارے میں ضرور سوچے گا کہ آیا یہ کام کرنے سے وہ ناراض تو نہ ہو جائیں گے، اس طرح وہ سچی محبت کے باعث نہ صرف اللہ عزوجل اور آقا و مولیٰ ﷺ کی نافرمانی سے محفوظ رہے گا بلکہ اسلام کا سپاہی بن کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اپنی ذمہ داری پوری دیانت سے ادا کرنے کے لئے کوشاں رہے گا۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے"۔(117)

جب مومنوں کے نظریات و اوصاف باہم مشترک ہیں اور وہ ہر باطل سے تعلق توڑ کر صرف ایک اللہ عزوجل کی بندگی اور ایک رسول ﷺ کی

116... بخاری، ج1، ص26، حدیث:15، مسلم، ج1، ص66، حدیث:43

117... پارہ نمبر:26، سورۃ الفتح، آیت نمبر:29

غلامی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں تو ایک دوسرے سے تعاون، محبت اور اخوت کا رشتہ قائم ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی، اس طرح ایک مضبوط تنظیم وجود میں آتی ہے بشرطیکہ ایمان والے ایک دوسرے سے ذاتی و دنیاوی مفادات کا تعلق نہ رکھیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی محبت و اخوت کا تعلق قائم رکھیں۔

تیسرا وصف جو مذکورہ حدیث پاک میں بیان ہوا ہے اس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب سب مومن، کفر سے اور گمراہی سے نفرت کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ مشترکہ دشمن کے مقابلے کے لئے ایک دوسرے کا سہارا بننے پر اور باہم اتحاد پر آمادہ نہیں ہوتے؟ حکم الٰہی ہے، "اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"(118)

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ذیل میں بعض اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں جن کا پایا جانا کسی تنظیم کی بقا اور اس کے نظم و ضبط کے درجہ کمال پر ہونے کی ضمانت ہوتا ہے۔ کاغذوں میں تنظیم تشکیل دینا بے حد آسان کام ہے مگر استقلال و استقامت کے ساتھ تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے منزل کی سمت بڑھتے چلے جانا تنظیم کا اصل مقصود ہوتا ہے۔

118... پارہ نمبر:6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر:2

بقول اقبال:

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دَم ہے اگر تُو، تو نہیں خطرۂ افتاد

1۔اطاعتِ امیر:

تنظیم کے کارکنوں میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص کو وہ اپنا امیر بنالیں اور سب اس کی اطاعت کریں جیسا کہ مسلمان پانچ وقت ایک امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔ آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اگر تین شخص سفر میں ہوں تو انہیں چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں"۔(119)

حضور ﷺ نے ایک اور حدیث پاک میں اس امیر کو قوم کا خادم فرمایا ہے یعنی لوگوں کو چاہیے کہ امیر کی اطاعت کریں اور امیر کو چاہیے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے کی بجائے ان کا خادم تصور کرے اور ان کی خیر خواہی کے کام کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد داعیانِ حق کے لئے مشعل راہ ہونا چاہیے، خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت آپ نے فرمایا، اللہ سے ڈرو مجھ سے در گذر کر کے میرا ساتھ دو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت کرو"۔امیر کی اطاعت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا، "اگر تم پر کوئی ناقص الاعضاء غلام بھی حاکم بنادیا

119... سنن ابی داوٗد، ج7، ص187، حدیث:2242

جائے جو تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو"۔(مسلم)[120]

تنظیم کا امیر اسے منتخب کیا جائے جو پرہیز گاری اور علم و دانائی میں سب سے زیادہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے"۔[121]

جب تک کسی تنظیم کے کارکن اپنے امیر کی اطاعت خلوص دل کے ساتھ نہیں کریں گے وہ تنظیم نظم وضبط کے فقدان اور انتشار کا شکار رہے گی۔ مومنوں کو تنظیم کے نظم و ضبط کی پابندی دینی فریضہ سمجھ کر کرنی چاہئے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا، "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک اُن سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں"۔[122]

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے ایمان کی گواہی دی گئی ہے جو نظم و ضبط کے پابند ہوں اور کسی ڈیوٹی سے اس وقت ہٹیں جب اپنے امیر سے اجازت حاصل کر لیں۔

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، "مسلمانوں کو اپنے امیر کی بات سننی اور ماننی

120... مسلم، ج2، ص944، حدیث:1298

121... پارہ نمبر:26، سورۃ الحجرات، آیت نمبر:13

122... پارہ نمبر:18، سورۃ النور، آیت نمبر:62

ضروری ہے چاہے وہ حکم ان کی طبیعت کے لئے خوشگوار ہو یا ناپسندیدہ، بشرطیکہ وہ خدا کی نافرمانی کی بات نہ ہو، ہاں جب نافرمانی کا حکم دیا جائے وہ بات نہ سننی چاہئے اور نہ ماننی چاہئے"۔ (بخاری، مسلم)(123)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آقا و مولیٰ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی کہ ہم ہر بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ خوشی ہو یا غمی، اور حاکم سے حکومت کے لئے نہیں لڑیں گے اور حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے خواہ ہم کسی جگہ بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے"۔

اطاعتِ امیر کی ایک مثال یہ ہے کہ امام کی غلطی پر مقتدی بھی سجدہ سہو کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی اطاعت شرعی امور میں لازم ہے خواہ اس کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ نے منبر پر فرمایا، لوگو بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے دروازے پر تھے وہیں بیٹھ گئے۔(124)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پانی میں اتر جاؤ، ہم نے ان کی اطاعت کی تو دریا یوں عبور کیا کہ اونٹوں کے

123...بخاری، ج22، ص52، حدیث:6611، مسلم، ج3، ص1469، حدیث:1839

124... سنن ابی داؤد، ج3، ص295، حدیث:920

تلوے بھی پانی سے تر نہ ہوئے۔

اسی طرح مدائن کی طرف لشکر کشی کے دن مسلمانوں نے اپنے امیر سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں اپنے گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈال دیئے اور اسے باآسانی عبور کرلیا۔[125] یہ سب امیر پر غیر متزلزل اعتقاد کا ثبوت ہے اور اسی میں برکت ہے۔

2۔رضائے الٰہی:

داعی کے پیشِ نظر ہر کام میں رضائے الٰہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ داعی نہ تو کسی عہدہ کا طالب ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے کام کو صحیح کہنے پر مصر رہتا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوئی لیکن انہوں نے تواضع و انکساری کا عالیشان مظاہرہ فرمایا اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی بھول کو ظلم قرار دیتے ہوئے دعا فرمائی جب کہ ابلیس نے رب تعالی کا حکم ماننے سے انکار کیا اور پھر بھونڈی تاویلوں کے ذریعہ اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کی بیہودہ کوشش کی۔

اس معروف واقعہ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ بھول یا غلطی ہو جانے کی صورت میں فوراًاصلاح کرلینا اور دعاء مغفرت کرنا محبوبانِ خدا کا طریقہ ہے جبکہ بڑے بڑے جرم کرکے بھی لغو تاویلات کے ذریعہ انہیں صحیح ثابت کرنے کی احمقانہ کوشش کرنا ابلیس لعین کا طریقہ ہے۔ ایک مثالی کارکن وہی ہوتا ہے جو اپنی کسی غلطی کو انا کا مسئلہ نہ بنائے بلکہ رضائے الٰہی کی خاطر ہر لمحہ

125... دلائل النبوۃ، ج2، ص135، حدیث:505

وہ اپنی اصلاح کے لئے تیار رہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مہر کی رقم زیادہ کرنے پر تنبیہ فرمائی تو ایک صحابیہ نے کہا، آپ کو یہ اختیار کس نے دیا جب کہ حضور ﷺ نے اس پر قدغن نہ لگائی۔ آپ نے فرمایا، اس عورت نے صحیح بات کہی اور بیشک مرد نے خطا کی۔ آپ اس تنقید پر بالکل ناراض نہ ہوئے کیونکہ رضائے الٰہی مقصود تھی۔ اسی طرح خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اس سے ہٹ کر کوئی کام کروں تو تم کیا کرو گے؟ ایک صحابی نے کہا، ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو امیر کو بھی خلافِ شرع بات پر ٹوک سکتے ہیں۔ اسلامی تنظیم کے امیر و دیگر عہدیداران میں بھی ایسا ہی جذبہ اور حوصلہ ہونا چاہئے۔

بعض اوقات کسی حکمت کے تحت جونیئر کارکن کو کوئی اہم ذمہ داری دے دی جاتی ہے اس پر سینئر ساتھیوں کو برا نہیں ماننا چاہئے۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے بسا اوقات کم تجربہ کار صحابۂ کرام کو ذمہ داریاں دیں اس پر اکابر صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اعتراض نہ کیا بلکہ ان کے شانہ بشانہ ساتھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ نے عین جنگ کے موقع پر عظیم جرنیل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلامی فوج کی سپہ سالاری کے اعلیٰ عہدہ سے معزول کر دیا۔

وہ نہ تو ناراض ہوئے اور نہ اسے انا کا مسئلہ بنایا اور نہ ہی کوئی بہانہ کر کے گھر بیٹھے بلکہ ایک سپاہی کی حیثیت سے جنگیں لڑتے رہے۔

ان حضرات کے لئے درخشاں مثال ہے جو کسی تنظیمی عہدے کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور اگر وہ عہدہ ان کی بجائے کسی اور کو دے دیا جائے تو وہ یا تو ناراض ہو کر گھر بیٹھ جائیں گے اور یا پھر اپنے ہم خیال لوگوں پر مشتمل ایک علیحدہ گروپ قائم کر لیں گے تا کہ ان کی نمایاں حیثیت برقرار رہے۔ یہ منفی طرزِ عمل ہے جبکہ اسلامی فکر یہ ہے کہ ہمارے پیشِ نظر عہدے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا ہونی چاہیے۔

حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہما کو خواب میں اذان کے کلمات سکھائے گئے۔ آقا ﷺ نے ان کے خواب کی تصدیق فرمائی اور ارشاد فرمایا، ''تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں سیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تا کہ وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں''۔(ابو داؤد، ابن ماجہ)(126)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما یہ سوچ سکتے تھے کہ چونکہ اذان کی بشارت مجھے ہوئی ہے اس لئے اذان کا حق صرف میرا ہے مگر انہوں نے اس لئے اس محرومی کو قبول کیا کہ اذان کا مقصد اعلان ہے اور بلال رضی اللہ عنہ اونچی آواز والے ہیں۔ گویا کسی تنظیم کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ کم اہلیت

126...ابو داؤد، 4، ص100، حدیث:1133، ابن ماجہ، 5، ص244، حدیث:1693

والے لوگ اپنے سے زیادہ اہلیت والے لوگوں کے حق میں رضائے الٰہی کے لئے اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں۔

اگر تنظیم کے کارکنوں کے ذہنوں میں رضائے الٰہی کا جذبہ راسخ ہو جائے اور ان کی نیتوں میں اخلاص غلبہ پالے تو پھر کارکنوں اور عہدیداران کے مابین کسی بھی اختلاف کی صورت میں ناراضگی یا علیحدگی کا تصور ختم ہو جائے گا اور کسی سے ناراضگی کی صورت میں گروپ بندی کرنے کے بجائے کارکن صلح وصفائی کو ترجیح دیں گے نیز کسی ساتھی کی تنقید برداشت کرنے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔

3۔اخوت ومحبت

تنظیم سے وابستہ افراد کا باہمی تعلق اخوت و محبت کا مظہر ہونا چاہیے۔ رحیم و کریم آقا ﷺ کا ارشاد ہے: ”تم اس وقت تک مومن نہ ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ رکھوگے“۔(127)

مومن کی دوسرے ایمان والوں سے محبت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہے۔ حدیثِ پاک میں اسے تکمیل ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے۔

ارشادِ گرامی ہے، ”جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی کرے، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے روکے اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا“۔(ابو داؤد)(128)

127... مسلم، ج1، ص67، حدیث:44

128... سنن ابی داؤد، ج12، ص291، حدیث:4061

یہ امر حقیقت ہے کہ انسان کے دوست اور دُشمن اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی لئے ایمان کی تکمیل کے لئے دوستی اور دُشمنی کی بنیاد رضائے الٰہی پر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، ایمان کی کون سی گرہ سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوستی اور اسی کی راہ میں محبت و عداوت۔[129]

ایک حدیث میں ارشاد ہوا، ”انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے پس ہر کوئی یہ دیکھ لے کہ وہ کس سے محبت کرتا ہے“۔[130] ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا، ”اچھے اور برے دوست کی مثال عطر اور بھٹّی دھونکنے والے کی سی ہے۔ عطر والا تمہیں کچھ ہدیہ دے گا یا تم اس سے عطر خریدو گے یا اس کے پاس سے عطر کی خوشبو سونگھو گے جبکہ بھٹّی والا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تم اس سے دھواں اور بدبو پاؤ گے“۔[131]

ہر کسی کے کچھ نہ کچھ دوست ہوتے ہیں، اسلامی تنظیم کا مثالی رکن وہی ہوتا ہے جو رضائے الٰہی کے لئے اپنے احباب سے محبت اور دوستی رکھتا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ”مومن سراپا محبت و الفت ہوتا ہے اس شخص کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے

129... سنن کبری، ج8، ص330، حدیث:16798

130... سنن ابی داود، حدیث:4833

131... سنن ابی داود، ج12، ص457، حدیث:4191

اس سے محبت کریں"۔ (132) آقا و مولیٰ ﷺ اپنے ساتھیوں سے بے حد محبت کرتے تھے اور ان میں سے ہر کوئی یہ محسوس کرتا کہ آپ سب سے زیادہ اس کو چاہتے ہیں۔

آقا ﷺ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ جس شخص کی بہتری چاہتا ہے اس کو نیک دوست عطا فرماتا ہے کہ اگر یہ یادِ الٰہی سے غافل ہو تو یاد دلا دے اور اگر یہ یاد کرنے والا ہو تو وہ اس کی مزید مدد کرے"۔ (133)

اسی لئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "ہمارے دوست ہمیں ہمارے بیوی بچوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ یہ ہمیں دین کی یاد دلاتے ہیں اور بیوی بچوں کے سبب ہم دنیا میں مبتلا ہو جاتے ہیں"۔ (کیمیائے سعادت)

آپ تنظیم کے کارکنوں کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ اور آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے محبت کیجیے، آپ اللہ عزوجل اور آقا و مولیٰ ﷺ کے محبوب بن جائیں گے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے، "میری محبت ان لوگوں کے لئے لازم ہو گئی جو میرے لئے محبت کرتے ہیں اور میرے لئے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں"۔ (134)

132... کنز العمال، ج1، ص141، حدیث: 671

133... جامع صغیر، ص244، حدیث: 3999

134... مشکوٰۃ، ج2، ص60، حدیث 2491

اگر ایک غلام کو اپنے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محبت نصیب ہو جائے تو اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے والوں کو قیامت کے دن رحمتِ الٰہی کا سایہ بھی نصیب ہو گا۔

نبیِ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، "رب تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، "کہاں ہیں میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے! آج میں انہیں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ اس کے سوا اور کوئی سایہ نہیں"۔ (135)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "ان کے چہرے نور ہونگے اور وہ نور کے منبر پر ہونگے، جب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو یہ غمگین نہ ہونگے"۔ پھر ایک آیت (136) تلاوت فرمائی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم"۔ (137)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا یہ قول تحریر فرمایا ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبت کرنے والے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں تو ان کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے خزاں میں درخت کے پتے سوکھ کر گر جاتے ہیں"۔ (138)

135... مسلم، ج4، ص2108، حدیث:2753

136... پارہ نمبر:11، سورۃ یونس، آیت نمبر:62

137... سنن ابی داود، ج9، ص404، حدیث3060

138... احیاء العلوم، ج2

4۔ایثار وقربانی:

جب تنظیم سے وابستہ فرد کسی دوسرے کو اپنی ذات پر ترجیح دے کر اپنی ضرورت کی چیز اسے دے دیتا ہے تو یہ جذبہ ایثار کہلاتا ہے۔ کسی تنظیم کے کارکنوں میں اس وصف کا پایا جانا ان کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد انصار نے اپنی مالی تنگی کے باوجود دل کھول کر مہاجر بھائیوں کی مدد کی، انہیں اپنی زمینوں اور باغوں میں حصہ دار بنا دیا، تاریخ میں ایسے ایثار کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

قرآن کریم نے ان کے اس جذبے کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہوا، ”اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں شدید محتاجی ہو“۔[139]

اس کی تفسیر میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک صحابی کسی مہمان کو اپنے گھر لے گئے، کھانا بہت کم ہونے کی وجہ سے ان کی اہلیہ نے بچوں کو بھوکا سلا دیا پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دیا اور پھر وہ اندھیرے میں یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اس طرح مہمان نے کھانا کھا لیا۔ اللہ نے ان کے ایثار کی تعریف فرمائی۔[140]

صحابۂ کرام میں سے کسی نے اپنے دوست کے گھر بکرے کی سری بھیجی انہوں نے یہ سوچ کر کہ فلاں حاجت مند ہے اس کے گھر بھیج دی یہاں تک

139...پارہ نمبر:28، سورۃ الحشر، آیت نمبر:9

140... خزائن العرفان، پارہ نمبر:28، سورۃ الحشر، آیت نمبر:9

کہ وہ مختلف گھروں سے ہوتی ہوئی اُسی صحابی کے گھر پہنچ گئی (رضی اللہ عنہم)۔
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ دینی دوست پر بیس درہم فقراء پر سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ یعنی دوستوں کے کچھ حقوق ہوتے ہیں جن میں سے سب سے اہم ایثار ہے۔ اپنے ساتھی کو بہتر چیز دینا بھی ایثار ہے۔

حضور ﷺ نے ایک بار جنگل سے دو مسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک سیدھی تھی اور ایک ٹیڑھی۔ آپ نے سیدھی مسواک اپنے ساتھی کو عطا فرمائی۔ انہوں نے عرض کی، آپ سیدھی مسواک اپنے لئے رکھ لیجیے۔ فرمایا، جو شخص کسی سے ایک پل بھی صحبت و رفاقت رکھتا ہے قیامت کے دن اس سے سوال ہو گا کہ صحبت کا حق ادا کیا یا نہیں؟ امام غزالی علیہ الرحمہ نے صحبت کے حق سے ایثار مراد لیا۔ (کیمیائے سعادت)

رضائے الٰہی اور دین کی سربلندی کے لئے آپ کو باہم ایثار کرنا چاہیے اور قربانی دینی چاہیے خواہ مال کی ہو یا وقت کی، کیونکہ کوئی تنظیم بھی ان دونوں قربانیوں کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتی۔ قرآن حکیم نے مومنوں کی یہ صفت بار بار بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۴۵ میں ارشاد ہوا، "ہے کوئی جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے"۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے رزق میں وسعت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آقا ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، "اے ابنِ آدم تو

میری راہ میں خرچ کر میں تجھے عطا کروں گا"۔ (141)

ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی فرمایا گیا، "بندہ کہتا ہے، میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں، جو کھا کر ختم کر دے یا جو پہن کر گلا دے یا وہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور آخرت کے لئے جمع کر لے، جو مال ان کے علاوہ ہے وہ بندہ دنیا سے چلا جائے گا اور اسے لوگوں کے لئے چھوڑ جائے گا"۔ (142)

اب آپ یہ فیصلہ کر لیجیے کہ ہر ماہ پابندی سے ایک معقول رقم راہِ خدا میں خرچ کے لئے اپنی تنظیم میں جمع کرائیں گے اور دوسروں کو بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دیں گے۔

مال اور وقت سب کے لئے اہم ہوتا ہے اور قیمتی بھی اور راہ حق میں ان دونوں کی قربانی درکار ہوتی ہے۔ اس لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، "تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے"۔ (143)

راہِ خدا میں وقت کی قربانی کی فضیلت آقا و مولیٰ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے، ارشاد ہوا، "اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیر صبح یا شام کو نکلنا، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے افضل ہے"۔ (144)

141...بخاری، ج16، ص428، حدیث:4933، مسلم، ج2، ص690، حدیث:993

142... مسلم، ج4، س2273، حدیث:2958

143...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:92

144...بخاری، ج9، ص357، حدیث:2583

دعوت حق کے کارکنوں کو صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ جان ومال اور وقت کے مسلسل ایثار سے ثابت کرنا ہے کہ وہ ایسی منافقت سے نفرت کرتے ہیں جس میں انسان صبح سے شام تک اپنے دنیاوی معاملات میں خرچ کرتا رہے تو اسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی لیکن جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ غریب ہے، مہنگائی کی وجہ سے اس کے گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا، اسی طرح بیکار گھومنے پھرنے، دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرنے اور ٹی وی دیکھنے کے لئے انسان کے پاس وقت کی کمی نہ ہو مگر نماز پڑھنے، دین سیکھنے کے لئے اور اسلامی کتب پڑھنے اور سننے کے لئے وہ یہ غلط عذر پیش کرے کہ وقت بالکل نہیں ملتا آج کل بہت مصروفیت ہے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

5۔ خیر خواہی:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”دین سراسر خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کی، کس کی خیر خواہی؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام انسانوں کی“۔(مسلم)[145]

خیر خواہی کا ایک مفہوم مخلصانہ وفاداری کرنا بھی ہے اور ایک مفہوم

145... مسلم، ج1، ص74، حدیث:55

بھلائی چاہنا بھی۔ تنظیمی کارکنوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی خیر خواہی کریں اور سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ وہ ان کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے کوشاں رہیں۔

خیر خواہی کا معیار حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو کیونکہ کوئی بھی اپنا برا نہیں چاہتا، آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، ”تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے“۔(146)

خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اگر کسی دینی ساتھی کو مالی مدد کی ضرورت ہو یا کوئی اور حاجت ہو تو اس کا مسئلہ حل کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ فرمانِ نبوی ہے: ”اللہ اپنے بندے کی مدد اس وقت تک کرتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے“۔(147)

ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا، ”کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر و ثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے۔“(148)

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے، ”ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور جو

146... بخاری، ج1، ص21، حدیث:12، مسلم، ج1، ص67، حدیث:45

147... مسلم، ج4، ص2074، حدیث:5699، ترمذی، ج5، ص324، حدیث:1345

148... شعب الایمان، ج3، ص424، حدیث:3965

مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔ (149)

اگر کسی دینی ساتھی کی غیبت و عیب جوئی کی جارہی ہو تو اسے روک دینا بھی خیر خواہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، "جو کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی نہ ہونے دے (یا اس کا جواب دے) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے"۔ (150)

ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہے: "جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اسے روکنے پر قدرت رکھتا ہو پھر وہ اپنے بھائی کی مدد کرے (غیبت نہ ہونے دے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا لیکن اگر قدرت کے باوجود وہ اس کی مدد نہ کرے تو اس جرم پر اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں پکڑ لے گا"۔ (151)

مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ اپنے صحابۂ کرام کو خاص طور پر نصیحت کیا کرتے تھے۔ آپ کا فرمانِ ذیشان ہے، "مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جب اس سے ملو تو سلام کرو، جب وہ دعوت دے قبول کرو، جب تم سے خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواب دو، جب بیمار ہو تو عیادت کرو اور جب اس کا

149... بخاری، ج8، ص309، حدیث:2262، مسلم، ج4، ص1986، حدیث:2564

150... ترمذی، ج7، ص172، حدیث:1854، احیاء العلوم، ج4، ج248

151... مشکوۃ، ج3، ص80، حدیث:4983

انتقال ہو تو جنازے میں جاؤ"۔ (152)

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد مبارک بھی اپنا راہنما بنایئے۔ ارشاد ہوا، "جس نے میرے کسی امتی کی (جائز) حاجت پوری کی اس کی خوشی کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا"۔ (153)

6۔ باہمی تعلقات:

تنظیم سے وابستہ افراد کو ایک جسم کی مثل ہونا چاہیے۔ کارکنوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس فرمان عالیشان کو پیشِ نظر رکھئے۔ ارشاد ہوا، "تم مومنوں کو رحمدلی، باہم محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ جب ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں"۔ (154)

یعنی جس طرح جسم کا ایک عضو بیمار ہو تو سارے اعضاء اس کی تکلیف میں بے قرار ہو جاتے ہیں اسی طرح جب کوئی مسلمان بھائی تکلیف میں ہو تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ وہ اس کی تکلیف اور پریشانی کو محسوس کریں اور اسے دور کرنے کی پوری کوشش کریں۔

152... بخاری، ج2، ص18، حدیث:302، مسلم، ج4، ص1704، حدیث:2162

153... مشکوٰۃ، ج3، ج83، حدیث:4996

154... کنز العمال، ج1، ص153، حدیث:758

مومنوں کے باہمی تعلقات کو آقائے دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک اور مثال میں یوں بیان فرمایا، "سارے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ دکھے تو سارا جسم بیمار ہو جائے اور اس کے سر میں درد ہو تو بھی سارا جسم بیمار ہو جائے"۔(155)

غور فرمایئے! جب عام مسلمانوں کی مثال ایک جسم سے دی گئی اور انہیں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے والا فرمایا گیا تو جو غلبۂ حق اور دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے کے لئے ایک تنظیم کا جزو بن گئے ہوں اور انہوں نے راہ حق میں جدوجہد کرنے کا عہد بھی کیا ہو، ان کا باہمی تعلق تو یقیناً زیادہ مضبوط و مستحکم ہونا چاہئے اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک دوسرے کا احترام نہ کریں، ایک دوسرے کی غیبت، چغلی اور عیب جوئی کریں اور باہم لڑنے جھگڑنے میں مصروف رہیں۔

کسی بھی تنظیم کی مضبوطی کے لئے اشد ضروری ہے کہ اس کے کارکن ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کی دل آزاری نہ کریں، مذاق نہ اڑائیں، غیبت اور عیب جوئی نہ کریں، بدگمانی نہ کریں، نہ تو کسی کو حقیر جانیں اور نہ ہی کسی سے حسد کریں۔ مذکورہ تمام ہلاک کرنے والے گناہوں کے بارے میں آقا علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ سے راہنمائی حاصل کرنے کے لئے فقیر کی کتاب۔ **"ضیاء الحدیث"** کا مطالعہ فرمائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک اسلام کے بتائے ہوئے ان سنہری اصولوں

155... مشکوٰۃ، ج3، ص80، حدیث:4985، سنن ابی داؤد، ج13، ص76، حدیث:4272

پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ تنظیم کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔

نبیِ کریم ﷺ اپنے صحابۂ کرام کی تربیت میں ان امور کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ سفر میں تھے رات کو ایک جگہ قافلے نے پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے دوسرے کی رسی اٹھالی اور اسے پریشان کیا، آپ نے فرمایا، کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو مذاق میں بھی پریشان کرے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، ''کہ تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید کی جائے اور اس کے شر سے لوگ امن میں ہوں اور تم میں سے برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں''۔ (156)

داعیانِ حق کے باہم تعلقات کے حوالے سے رحمتِ عالم ﷺ کا یہ فرمان ذہن نشین رہنا چاہیئے۔ ارشاد ہوا، ''کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوتاً چھوڑے رکھے اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہیئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو مصالحت کے ثواب میں دونوں شریک ہونگے اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گناہ گار ہوگا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بری ہو جائے گا''۔ (157)

156... ترمذی، ج8، ص218، حدیث:2189

157... بخاری، ج19، ص9، حدیث:5605، مسلم، 4، ص1984، حدیث:2560

7۔نرمی ودر گذر:

نرمی اور عفو و در گذر حضور ﷺ کے تربیتی طریقہ کار کا اہم ترین رکن ہے۔ اگر آپ اپنی دعوت منوانے کے لئے شدت و سختی کا رویہ اپناتے تو شمع رسالت کے پروانوں کا جھرمٹ وسیع سے وسیع تر ہونے کی بجائے کم سے کم ہوتا جاتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، ”تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو“۔ (158)

سورۃ الفتح آیت ۲۲ میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے اوصاف یوں بیان فرمائے گئے کہ، ”وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل“۔ (159)

سورۂ آلِ عمران میں پرہیز گاروں کی تعریف میں فرمایا گیا کہ وہ ”غصہ پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے (ہیں)۔“(160)

رب تعالیٰ نے آقا ﷺ کو یہ تاکید فرمائی ”اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو (تابع) مسلمانوں کے لیے“۔ (161)

نرمی اور بردباری کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ”مومن

158...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:159

159...پارہ نمبر:26، سورۃ الفتح، آیت نمبر:29

160...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:134

161...پارہ نمبر:26، سورۃ الشعراء، آیت نمبر:215

بردبار اور نرم ہوتے ہیں جیسے اونٹ جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اگر اسے کھینچا جائے تو کھنچتا چلا جائے اور بٹھایا جائے تو وہ بیٹھ جائے"۔ (162)

ہو حلقہء یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہوتو فولاد ہے مومن

جب مختلف مزاج اور باصلاحیت دماغ والے افراد کا ایک جگہ جمع ہونے، تبادلہ ٔخیال کرنے اور کسی مقصد کے حصول کے لئے جد وجہد کرنے کا تعلق قائم ہوتا ہے تو کسی سے ایسی باتیں بھی سرزد ہو جاتی ہیں جو دوسروں کے لئے ناگوار اور ناپسند ہوتی ہیں بعض اوقات ان پر شدید غصہ بھی آجاتا ہے اس وقت دینی بھائیوں میں اخوت و محبت کے تعلق کی ٹھنڈک کو غصہ اور نااتفاقی کی گرمی پر ضرور غالب آجانا چاہیے۔ ایسی صورت میں اچھی بات تو یہ ہوگی کہ ہر شخص وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کی خطا کو درگذر کردے بصورتِ دیگر اپنا معاملہ تنظیم کے امیر کے پاس پیش کردیں تاکہ نظم وضبط برباد نہ ہو۔

رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے، "بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے"۔ (163)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا، "ہر سخت دل، بدکردار اور متکبر آگ

162... کنز العمال، ج1، ص143، حدیث: 691

163... کنز العمال، ج3، ص520، حدیث: 7700

میں ڈالا جائے گا"۔ (164)

سخت مزاج والے کو لوگ پسند نہیں کرتے جبکہ نرم مزاج اور خوش اخلاق کارکن بہت جلد لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیشہ نرمی کا طریقہ اختیار فرماتے البتہ جب کبھی اصلاح و تربیت کے لئے سختی فرماتے تو اس میں بھی محبت و شفقت کے جذبات جھلکتے نظر آتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے، "کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتادوں جو آگ پر اور آگ اس پر حرام ہے، یہ وہ شخص ہے جو نرم طبیعت ہو، نرم زبان ہو، لوگوں سے قریب ہو اور درگزر کرنے والا ہو"۔ (165)

اگر ساتھیوں میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو صلح صفائی کرنے میں ہرگز دیر نہ کیجیے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرنے اور معذرت کرنے میں پیش قدمی کیجیے اسی طرح جب کوئی آپ سے معذرت چاہے تو اس کا عذر قبول کرکے اس کی طرف سے دل صاف کرلیجیے۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا، "جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنے قصور کا عذر کیا اور اس نے اس کا عذر قبول نہ کیا اس کو اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کے ظلم کا گناہ ہوتا ہے"۔ (166)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا،

164... بخاری، ج1 ص220، مسلم، ج14، ص4، حدیث:5092

165... ترمذی، ج9، ص28، حدیث:2412

166... مشکوٰۃ، ج3، ص95، حدیث:5052

"مجھے میرے رب نے نو(9)باتوں کا حکم دیا ان میں سے یہ بھی ہیں کہ، میں اس سے تعلق جوڑوں جو مجھ سے تعلق توڑے اور اسے دوں جو مجھے محروم کرے اور اس کو معاف کروں جو مجھ پر ظلم کرے"۔(167)

8۔ باہم اعتماد و اتفاق:

تنظیم سے وابستہ کارکنوں کے درمیان اخوت و محبت، ایثار و قربانی اور خیر خواہی کے حوالے سے کافی گفتگو ہو چکی ہے، اس کا نچوڑ یہی ہے کہ ایک کارکن اسلامی معاشرے اور دینی تنظیم کا ایسا مثالی فرد بن جائے کہ دوسرے مسلمان اس پر مکمل اعتماد کرنے لگیں اور اس کے ہاتھ وزبان سے کسی مسلمان کو خطرہ نہ ہو۔ قرآن کریم نے مومنوں کے اس مضبوط تعلق کے اظہار کے لئے "ولی" کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی ہے محبت کرنے والا، مددگار، دوست ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: "تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے"۔(168)

نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، "مومن مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے پھر آقا علیہ السلام نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال

167... مشکوٰۃ، ج3، ص162، حدیث:5358

168... پارہ نمبر:6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر:55،56

بنا کر دکھایا (یعنی اس طرح مومنوں کے باہمی تعلق کا مضبوط ہونا واضح فرمایا)"۔ (169)

مشہور مقولہ ہے کہ اتحاد میں برکت ہے اور کارکنوں میں باہمی اتحاد واتفاق باہمی اعتماد اور حسن ظن ہی سے قائم رہ سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "اچھا گمان اچھی عبادت ہے۔"(170)

مثنوی شریف میں مولانا روم اس بارے میں فرماتے ہیں کہ سات بیلوں میں مثالی اتحاد تھا جس کے باعث شیر انہیں شکار نہ کر سکتا تھا شیر نے لومڑی سے کہا کہ اگر کسی طرح تم انہیں جدا جدا کر دو تو میرا کام آسان ہو جائے گا۔ لومڑی نے ایک مکارانہ چال چلی اس نے ایک بیل کے کان میں آکر یونہی منہ ہلایا جیسے کچھ کہہ رہی ہو پھر وہ چلی گئی۔ باقی بیلوں نے اس سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا، کچھ بھی نہ کہا۔ ان بیلوں کے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی کہ جو اس نے کہا یہ بتانا نہیں چاہتا۔ پھر انہوں نے اس بیل کو اپنی دوستی سے خارج کر دیا۔ شیر نے باآسانی شکار کر لیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد لومڑی نے دوسرے بیل کے ساتھ بھی یہی کام کیا اور وہ بھی دوستی سے نکال دیا گیا اور شیر کا لقمہ بن گیا اس طرح لومڑی کی مکاری سے وہ سب بیل لقمۂ اجل بن گئے۔

اس حکایت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ جب تک آپ اپنے ساتھیوں کے بارے میں نیک گمان نہیں رکھیں گے اعتماد اور اتحاد قائم نہیں رہے گا۔ کتب حدیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے لئے

169... بخاری، ج2، ص289، حدیث:459، مسلم، ج4، ص1999، حدیث:2585

170... سنن ابی داوٗد، ج13، ص176، حدیث:4341

تیاری کی خبر پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے مگر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی لغزش کے باعث قریش کو خط لکھ کر یہ اطلاع دینی چاہی چونکہ یہ خطا خیانت کے مترادف تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑادی جائے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا، یہ بدر والوں میں سے ایک ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر سے فرمایا ہے کہ "میں نے تمہیں معاف کردیا"۔

مقامِ غور ہے کہ ایسی اہم غلطی کے باوجود نبیِ کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیا کیونکہ ان کی گزشتہ زندگی اسلام کے لئے قربانیوں سے بھری پڑی تھی۔ انہوں نے غزوہ بدر میں حصہ لیا دین کی خاطر ہجرت کی اور مومنوں کے شانہ بشانہ کافروں سے برسرپیکار بھی رہے اس لئے آقا ﷺ نے ان کی اجتہادی غلطی سمجھتے ہوئے حسن ظن کرکے معاف فرمادیا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی صفائی میں یہی کہا یارسول اللہ ﷺ! میرا ایمان ہے کہ فتح تو آپ ہی کو ملنی ہے خواہ قریش کو اطلاع ہو یا نہ ہو اس لئے میں نے سوچا مکہ میں میرے گھر والے موجود ہیں اگر میں قریش کو اطلاع کردوں تو ہوسکتا ہے کہ وہ میرے احسان کے بدلے میں میرے گھر والوں کو نقصان نہ پہنچائیں"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے"۔ (171)

171...پارہ نمبر:26، سورۃ الحجرات، آیت نمبر:12

پس ہر کارکن پر لازم ہے کہ وہ اپنے دینی بھائی کے بارے میں بدگمانی نہ کرے اور دوسرے کا بھی فرض ہے کہ وہ ہر ایسی بات سے بچے جو بدگمانی پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ اگر بالفرض کسی کے بارے میں آپ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو تو اسے فوراً اپنے بھائی پر ظاہر کر دیں کیونکہ بدگمانی کو دل میں رکھنا خیانت ہے اور اس سے بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں اس لئے اسے دور کرنا ضروری ہے۔ جس کے بارے میں بدگمانی ظاہر کی جائے اس کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ حقیقت کو واضح کرے تاکہ اس کے دینی بھائیوں کے دل صاف ہو جائیں۔

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

9۔ ملاقات ورابطہ:

اخوت کا تقاضا ہے کہ اپنے دینی بھائی کی خبر گیری کی جائے اور اس سے ملاقات کا سلسلہ قائم رکھا جائے۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ملاقات کرتے رہنے سے محبت و دوستی میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کی طرح ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے دوست مشکل میں اس کے کام آئیں اور اس کی غم وخوشی میں شریک ہوں، ایسا اسی صورت میں ممکن ہو گا جب آپ ملاقات کے ذریعے ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہیں گے۔ یہ ایک ایسی نیکی ہے کہ جس کے بارے میں آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابی سے فرمایا: ”تم جانتے

ہو کہ جب کوئی مسلمان اپنے دینی بھائی سے ملاقات کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ الٰہی! اس نے صرف تیرے لئے اس سے تعلق جوڑا ہے تو اسے (اپنی بارگاہ سے) جوڑ لے، تو اگر ممکن ہو کہ تم اپنے جسم سے یہ کام لو یعنی ملاقات کرو تو ضرور ایسا کرو"۔(172)

رحمتِ عالم ﷺ نے راہِ خدا میں ملاقات کرنے کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا، "ایک شخص اپنے کسی دینی بھائی سے جو کسی دوسری بستی میں تھا، ملاقات کے لئے چلا، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے راستے پر بھیج دیا، اس نے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا، اپنے بھائی سے ملنے، فرشتے نے پوچھا کیا اس کے ذمے تمہارا کوئی حق ہے جو وصول کرنے جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا، نہیں سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا، مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے"۔(173)

آقا ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے فرمایا: "میری محبت، میرے لئے محبت کرنے والوں، میرے لئے بیٹھنے والوں، میرے لئے ملاقات کرنے والوں اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے لازم ہو گئی۔"(174)

172... سنن ابی داؤد، ج8، ص348، حدیث:2694

173... مشکوٰۃ، ج3، ص85، حدیث:5007

174... مشکوٰۃ، ج3، ص85، حدیث:5009

ملاقات کی ایک خاص صورت جسے مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے، یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عیادت کی جائے۔ اس کے اجر و ثواب کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ، "جو کسی مسلمان کی عیادت صبح کو کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں میووں کے باغات ہیں"۔ (175)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تنظیم کے ہر ساتھی کو دوسرے دینی بھائیوں سے زیادہ سے زیادہ ملاقاتیں کرنی چاہئیں۔ اس کا اجر یہ ملے گا کہ وہ ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق ہو جائے گا اور اگر یہ ملاقاتیں دینی فکر پر مبنی ہوئیں تو دین سیکھنے سکھانے کا بھی ثواب ملے گا اور اس سے دین سے تعلق مزید مضبوط ہو گا کیونکہ راہ حق پر گامزن رہنے کے لئے نیکوں کی صحبت اور یادِ الٰہی بہت ضروری ہیں اور اس ملاقات میں دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

ملاقات کے آداب میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ مسلمان بھائی کو سلام کیا جائے، اس سے محبت بڑھتی ہے۔

2۔ دونوں ہاتھوں سے گرم جوشی سے مصافحہ کیا جائے، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

3۔ اسے اچھے نام سے پکارے، اس سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔

175... سنن ابی داؤد، ج8، ص348، حدیث:2694

4۔ اس سے ذاتی حالات پوچھے اور ان میں دلچسپی لے، اس سے محبت پختہ ہوتی ہے۔

5۔ اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرے تاکہ حوصلہ افزائی ہو اور اس کے تعاون کرنے یا ہدیہ دینے پر خلوص سے شکریہ ادا کرے۔

6۔ ملاقات کے دوران دینی امور کے علاوہ دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرے نیز ہلکا پھلکا مذاق بھی کر لے مگر گناہ کی باتوں سے مکمل اجتناب کرے۔

الادب المفرد میں ہے کہ ”صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہنسی اور تفریح کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تربوز کے چھلکے پھینکا کرتے لیکن جب لڑنے کا وقت آتا تو یہی میدان جنگ کے شہسوار ہوتے تھے“۔(176)

10۔ نصیحت واحتساب:

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت دوستی اور ملاقات کے بارے میں پچھلے صفحات میں گفتگو ہوگئی ہے اس ضمن میں ایک اہم بات ذہن نشین رکھنا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ہر کارکن پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے یہ فریضہ انجام دینا حلقہ ٔ احباب میں زیادہ ضروری ہے اور نسبتاً آسان بھی کیونکہ دوستی اور محبت کے تعلق سے اپنی بات منوانی آسان ہوتی ہے۔

سورۃ العصر میں نقصان سے بچنے اور فلاح دارین کے حصول کی شرائط بیان ہوئی ہیں جس میں یہ بھی ہیں کہ مومن ایک دوسرے کو حق بات کی

176... الادب المفرد، ص102، حدیث:266

تاکید اور صبر کی وصیت کرتے رہیں۔ یعنی داعیِ حق پر لازم ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کو مناسب طور پر نصیحت کر کے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرے نیز انہیں اس طرح سمجھائے کہ وہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو خود محسوس کریں اگرچہ یہ کام دشوار ہے کیونکہ تنقید برداشت کرنا نفس پر بہت گراں ہوتا ہے لیکن خلوص، محبت اور دلسوزی کے ساتھ کی جانے والی تنقید دل میں اتر جاتی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اسے ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اسے زینت بخش دی“۔(177)

سرکارِ دوعالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے،

”تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی برائی دیکھے تو اسے دور کر دے“۔(178)

اس تمثیل سے مندرجہ ذیل نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

1۔ آپ دوست کے عیب اس وقت واضح کریں جب آپ محسوس کریں کہ وہ تنقید قبول کر کے اپنی اصلاح کرلے گا کیونکہ آئینہ اسی وقت آپ کے عیب ظاہر کرتا ہے جب آپ اس ارادے سے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

2۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس پر تنقید نہ کریں کیونکہ آئینہ اسی کا چہرہ دکھاتا ہے جو سامنے ہو۔

177... حلیۃ الاولیا، ج9، ص149، حدیث:13464 بقول امام شافعی۔

178... سنن ابی داؤد، ج13، ص76، حدیث:4272، مشکوٰۃ، ج3، ص80، حدیث:4985

3۔ دوست کی خامیاں کمی بیشی کے بغیر بیان کریں کیونکہ آئینہ ظاہری عیبوں کو بغیر کم یا زیادہ کئے دکھاتا ہے۔

4۔ بغیر کسی غرض اور بغض و کینہ کے تنقید کریں کیونکہ آئینہ بغیر غرض کے تصویر دکھاتا ہے اور کینہ بھی نہیں رکھتا۔

5۔ تنقید صرف اس لئے ہو کہ وہ اپنے آپ کو سنوار لے جس طرح آئینہ دیکھ کر ہم اپنے آپ کو سنوار لیتے ہیں۔

6۔ آئینہ جب تک خود صحیح بنا ہوا نہ ہو اس میں تصویر صحیح دکھائی نہیں دیتی، اس طرح گرد آلود آئینہ بھی تصویر کو دھندلا دیتا ہے پس آپ کو خود بھی عیبوں سے پاک و صاف رہنا چاہیے۔

7۔ آئینے میں اپنے عیب دیکھ کر کوئی بھی اسے توڑنے کی حماقت نہیں کرتا اسی طرح جب آپ کا دوست لفظوں کے آئینے میں آپ کی تصویر دکھائے تو دوستی کے رشتے پر آنچ نہ آنے دیں بلکہ اپنے دوست کا شکریہ ادا کریں اور آئندہ کے لئے بھی اس سے اصلاح کی درخواست کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، ”اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو مجھ کو میرے عیبوں سے مطلع کرے“۔ (179)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر آپ کسی کے بارے میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ آپ کی نصیحت قبول کرنے اور اپنے عیوب دور کرنے پر آمادہ

179... طبقات الکبری، ج3، ص222

نہ ہو گا تو اس صورت میں آپ اس کے والد، بھائی، استاد یا کسی اور سینئر ساتھی سے حکمت بھرے انداز میں اس کی اصلاح کے بارے میں راہنمائی لے سکتے ہیں۔

کسی کی اصلاح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے مرحلے میں آپ اس سے دوستی کا اظہار کیجیے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "جب کوئی شخص اپنے دینی بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے"۔ (180)

اس کا نفسیاتی اثر یہ ہو گا کہ وہ آپ کی محبت و دوستی کو محسوس کرے گا اور رفتہ رفتہ یہ باہمی تعلق دلی قرب میں بدل جائے گا، پھر دوسرے مرحلے میں اس محبت کو مضبوط کرنے کے لئے ہدیے اور تحائف دیجیے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو اس سے محبت پیدا ہو گی اور دلوں کی دوری ختم ہو جائے گی"۔ (181)

دوست کے ہدیے کو کبھی حقیر نہ سمجھئے اصل چیز قیمت نہیں، خلوص ہوتا ہے ہدیہ کا بدلہ ہدیہ ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کا پسندیدہ ہدیہ خوشبو تھی۔ فی زمانہ علمِ دین کی اشاعت کے حوالے سے اچھی کتاب کا تحفہ زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے کہ اس سے تبلیغ دین ہوتی ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ، گیارہویں شریف اور ان مقدس ایام کے علاوہ بھی کبھی کبھار دینی احباب کے ساتھ مل

180... سنن ابی داؤد، ج13، ص329، حدیث:4459، مشکوٰۃ، ج1، ص482، حدیث:2129

181... مشکوٰۃ، ج2، ص185، حدیث:3027

کر کھانے پینے کا اہتمام کیجئے۔ ایسے موقع پر بے تکلفی کے ساتھ تبادلہ ٔخیال کیا جاسکتا ہے۔ جب دوستی کا تعلق مضبوط ہو جائے اس کے بعد تنقید و اصلاح کا کام بہت آسان ہو سکتا ہے۔

11۔خود پسندی سے پرہیز:

بعض داعیانِ حق یا تنظیم کے عہدیداران اپنی ذات کے گرد ایک خول چڑھا کر خلوت پسند ہو جاتے ہیں وہ اپنی نشست و برخاست بعض مخصوص افراد تک محدود کر کے عام لوگوں سے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں، اس طرح دینی جدوجہد کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی خلوت نشینی کا سبب اکثر خود پسندی ہوتا ہے جسے اولیاء کرام تکبر کی ایک قسم قرار دیتے ہیں۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے ہلاک کرنے والی چیزوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”ان میں سب سے زیادہ خطرناک بات انسان کا اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا جاننا ہے“۔

محض گفتگو میں اپنے آپ کو بہت حقیر و فقیر کہنا، نمائشی طور پر رفتار و انداز میں عاجزی دکھانا بہت آسان ہے لیکن راہ حق میں عملی جدوجہد کرنا، اپنے آرام کو قربان کرنا، اچھے برے لوگوں کی کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کرنا، اپنی کوتاہیوں کو سننا اور رضائے الٰہی کے لئے اپنی غلطیاں مان لینا انتہائی مشکل کام ہیں نیز لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا داعی دعوتِ حق کا فریضہ کماحقہ ہر گز انجام نہیں دے سکتا۔ اس سلسلے میں بھی آقا و مولیٰ ﷺ کا اسوۂ حسنہ مشعلِ راہ بنائیے کہ ان جیسا عظیم داعی، ان جیسا مشفق مبلغ اور ان جیسا

عابد و عالم نہ کوئی ہوا اور نہ قیامت تک کوئی ہو گا۔

"حضور ﷺ جو وقت اپنے گھر میں گزارتے اسے تین حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے، ایک اہلِ خانہ کے لئے اور ایک حصہ اپنے صحابۂ کرام کے لئے مخصوص فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ آپ انہیں ان کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول فرماتے اور ضروری ہدایات فرماتے۔ نبیِ کریم ﷺ کا جو وقت گھر سے باہر گزرتا اس میں آپ لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور حق کی دعوت دیتے، اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی خبر گیری کرتے اور ان سے لوگوں کے حالات بھی دریافت فرماتے۔ آپ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کے صحابۂ کرام دعوت یا دین کے کاموں میں غافل یا سست نہ ہو جائیں"۔ (182)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام سے ملاقاتیں کرنا، انہیں اصلاح کے لئے ہدایات دینا، ان کی خبر گیری فرمانا اور ان کے دعوتی کاموں کی کارکردگی کا جائزہ لینا آقا و مولیٰ ﷺ کا معمول تھا گویا مذکورہ امور انجام دینے کے لئے خلوت نشینی سے گریز بہت ضروری ہے۔

ایک دن صحابۂ کرام علیہم الرضوان کسی شخص کی بہت تعریف کر رہے تھے کہ اسی وقت وہ شخص بھی آ گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہی وہ شخص ہے جس کی ہم ابھی تعریف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، مجھے تو

182... شمائل ترمذی، ص177

اس میں منافقت کی علامت دکھائی دے رہی ہے۔ سب کو تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا، اے شخص تجھے خدا کی قسم! سچ بتا کیا تو خیال نہیں کرتا کہ تو اس قوم کا بہترین شخص ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے اکثر خیال آتا ہے۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس برے خیال کو منافقت سے تعبیر فرمایا۔ ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ "اپنے آپ کو بزرگ و برتر سمجھنا علم کی بڑی آفت ہے"۔ کیونکہ حقیقی علم تو خوف خدا اور تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

امام غزالی نے متکبر کی ایک علامت بیان کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو تو وہ کہیں جانا پسند نہیں کرتا گویا وہ اکیلے چلنا توہین سمجھتا ہے اور ایک علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ کسی سے ملاقات کے لئے نہیں جاتا یعنی وہ اپنی خود پسندی کے باعث لوگوں سے ملنے جلنے سے کتراتا ہے۔ حدیث پاک میں متکبر کی ایک علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنی تعظیم کئے جانے کو پسند کرتا ہے ارشاد ہوا، "جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے"۔ (183)

یہ بھی فرمایا گیا، "جب تم کسی عاجز کو دیکھو تو عاجزی کرو اور جب متکبر سے ملو تو تکبر سے پیش آؤ تا کہ اس کا غرور ختم ہو جائے"۔

اس عنوان پر اکابر اولیاء کرام کے چند ایمان افروز اقوال ملاحظہ فرمائیں:

"تو ابتدا میں گندے پانی کا ایک ناپاک قطرہ تھا اور تیرا انجام یہ ہو گا کہ

183... مشکوٰۃ، ج1، ص17، حدیث:4699، ترمذی، ج9، ص417، حدیث:2679

ناپاک مردار ہو جائے گا اور اس وقت تو ان دونوں حالتوں میں اپنے پیٹ میں غلاظت کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے“۔

”عاجزی کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب تم حق بات کو تسلیم کر لو خواہ وہ بات کوئی بچہ کہے یا جاہل شخص“۔

”اہلِ کرم جب تقویٰ اختیار کرتے ہیں تو عاجز بن جاتے ہیں اور کوئی چھوٹا آدمی جب نیک بنتا ہے تو متکبر و مغرور ہو جاتا ہے“۔

”جب تک تو کسی ایک مسلمان کو بھی اپنے سے کمتر سمجھتا ہے تو تُو متکبر ہے“۔(کیمیائے سعادت)

12۔تربیتی اجتماعات:

داعیانِ حق کو اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کوشاں رہنا چاہیے اس مقصد کے لئے ہفتہ وار درس کی محافل، ذکر و نعت کی مجالس اور روز مرہ کے رابطے کے علاوہ خصوصی تربیتی نشستیں اور تربیتی تفریحی پروگرام بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں۔ درس کی محافل سے ساتھیوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، ذکر و نعت کی محفلوں سے مردہ دلوں میں روحانیت پیدا ہوتی ہے، روزانہ رابطے سے دینی تنظیم سے تعلق کا احساس پختہ ہوتا ہے اور خصوصی نشستوں کے ذریعے افکار و اعمال کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں مدد ملتی ہے۔

کارکنوں کی تربیت کرنے کا ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ بنیادی دینی تعلیمات پر مشتمل ایک نصاب تیار کیا جائے جسے ہفتہ وار درس کے ذریعے

بیان کیا جائے، اور ہر تین ماہ بعد اور آخر میں سال کے بعد کارکنوں کا امتحان لیا جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نصابی کتب کی فہرست کارکنوں کو دی جائے اور متعلقہ عنوانات بتا دیے جائیں تاکہ وہ لائبریری سے کتب لے کر مطالعہ کریں اور پھر امتحان دیں۔ امتحان زبانی اور تحریری دونوں طرح لیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کارکنوں کے علم میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور وہ تنظیم میں شمولیت کو اپنے لئے فائدہ مند جانیں گے نیز ایسے اہل علم کارکن دوسرے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کر سکیں گے اور لادینیت اور بد مذہبیت کے خلاف مضبوط دیوار ثابت ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ اپنی کونسی صلاحیتیں اجاگر کرتا ہے۔ بعض ساتھی اپنے افکار کو لفظوں کا روپ دینے میں کمال رکھتے ہیں ایسے کارکنوں کو تقریر کی تیاری کرائی جائے تاکہ وہ آپ کی راہنمائی اور اپنی تھوڑی سی کوشش سے اچھے مقرر بن سکیں۔ بعض ساتھی تقریر سے زیادہ تحریر سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں مضامین لکھنے کی تربیت دی جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اسی طرح بعض دوست انتظامی معاملات چلانے میں قدرتی طور پر زیادہ باصلاحیت ہوتے ہیں۔ لائبریری و دفتر کا نظم و نسق، عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلسہ و جلوس کے انتظامات اور دیگر پروگراموں کے انعقاد میں انہیں ذمہ دار بنا کر ان کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے اسی طرح

بعض ساتھی خوش الحان ہوتے ہیں انہیں نعت خوانی کی تربیت دی جانی چاہیے تاکہ تنظیم کے پاس اپنے نعت خواں ہوں جو حسبِ موقع سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدحت سرائی سے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع مزید فروزاں کرتے رہیں۔

چونکہ تربیت میں ماحول کا بہت اثر ہوتا ہے اس لئے شمع رسالت کے پروانوں کا آپس میں ملنا جلنا دینی ماحول کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے البتہ بعض مواقع ایسے آتے ہیں جب کم محنت سے زیادہ بہتر نتائج پیدا کرنا آسان ہوتا ہے جیسے ماہ رمضان یا شب براءت وغیرہ نیز اسی طرح ماہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کو بھی تربیت کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مقدس ایام میں لوگوں کے سامنے ایسا جامع اور اثر انگیز پروگرام پیش کیا جائے جس کے اثرات سے فیضیاب ہو کر وہ ایک ذمہ دار مومن کی سوچ اپنالیں اور پھر سارا سال دوسروں تک دعوت حق پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیں۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بچے عموماً دین کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتے ہیں انہیں ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ ان کی مناسب تربیت اور حوصلہ افزائی کے لئے تنظیم میں بچوں کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جائے، اس سے بچوں میں زیادہ دلچسپی پیدا ہو گی اور یہی بچے کل کو بہترین کارکن ثابت ہونگے۔

تربیتی اجتماعات کے بارے میں چند باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے؛

ا۔ پروگرام مختصر اور جامع ہونا چاہیے، عام ہفتہ وار اجتماع کا دورانیہ ایک گھنٹہ

سے زائد نہ ہو۔

۲۔ وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ لوگ کم ہوں یا زائد، پروگرام وقت پر شروع کر دینا چاہیے۔

۳۔ تربیتی نشست میں قراءت، نعت، حلقۂ ذکر اور درس قرآن و حدیث کے علاوہ مذاکرہ اور مباحثہ بھی رکھا جا سکتا ہے۔

۴۔ نئے ساتھیوں کی تربیت میں دو اصول بنیاد بنائے جائیں۔

اول: انہیں دعوتِ حق کی ضرورت بتا کر اس کا طریقہ و آداب سکھائیں۔

دوم: انہیں راہ خدا میں مال اور وقت دینے کی اہمیت بتا کر ان کی قربانی دینے پر آمادہ کریں۔

۵۔ نبی کریم ﷺ نے سوال و جواب کی صورت میں بھی دینی مسائل صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو سکھائے ہیں لہٰذا تربیت کے لئے سوال و جواب کا طریقہ بھی اپنایا جا سکتا ہے۔

۶۔ آقا ﷺ نے کئی مسائل اپنے عمل کے ذریعہ بھی سکھائے، تربیتی پروگرام میں نمازِ جنازہ اور میّت کے غسل و کفن کا طریقہ علامتی عملی مشق کے ذریعہ بھی نئے ساتھیوں کو سکھانا بہتر رہے گا۔

۷۔ تمام تنظیمی اور تربیتی پروگراموں میں میانہ روی کو اختیار کیا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس کے حبیب ﷺ کو بھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے کسی نے عرض کی، آپ

روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ ارشاد فرمایا: مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ تمہیں مشکل میں ڈال دوں۔ آقا علیہ السلام ہمیں مشکل و ملال سے بچانے کے لئے روزانہ وعظ نہ فرماتے تھے اسی لئے میں تمہارا ویسا ہی خیال رکھتا ہوں۔ (184)

۸۔ کارکنوں کو اضافی عبادات کی طرف راغب کیا جائے جیسے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا، تہجد، تحیۃ الوضو اور اشراق وغیرہ کے نوافل کرنا، روزانہ مخصوص تعداد میں استغفار اور درود شریف پڑھنا۔ یہ سب اعمال سنت سے ثابت ہیں انہیں اپنانے سے روحانیت پیدا ہوتی ہے اور ایمان مزید مضبوط ہوتا ہے۔

13۔ مشاورت:

تنظیم کے ذمہ دار افراد کو تمام تنظیمی امور اپنے ساتھیوں کے مشورے سے طے کرنا چاہئیں۔ اس سے دوسرے ساتھیوں کو اپنی اہمیت اور تنظیمی امور میں شرکت کا احساس ہوتا ہے، ان کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے، آپ کے لئے ان کے دل میں احترام وسیع ہو جاتا ہے اور ذمہ داری باہم تقسیم ہو جاتی ہے نیز مشورہ کرنے سے اس معاملہ کے مختلف پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں۔

نبیِ کریم ﷺ کو رب تعالیٰ نے اپنے خاص صحابۂ کرام سے مشورہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہوا، ”کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو“۔ (185)

184... مشکوٰۃ، ج1، ص45، حدیث:207

185... پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:159

معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ قرآنِ حکیم نے یہ بھی بتایا ہے کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے معاملات بھی باہم مشوروں سے طے ہوتے تھے۔(الشوریٰ) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو قوم مشورہ کرتی ہے وہی صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔(186)

مشاورت کے دوران اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ کسی ساتھی کی حوصلہ شکنی نہ ہو بلکہ سب کی تجاویز توجہ سے سنی جائیں۔اگر کسی کی تجویز و مشورہ کو آپ سنتے ہی مسترد کر دیں گے اس سے نہ صرف اس کی دل شکنی ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ وہ آئندہ کے لئے مشورے سے ہی گریز کرے۔ اس طرح اس کی فکری صلاحیت سے آپ استفادہ نہ کر پائیں گے۔ ایک ذمہ دار کارکن کو چاہئے کہ وہ ہر کارکن کی تجاویز غور سے سنے اگر وہ تجاویز نا قابلِ عمل ہوں تو بھی اس کی تجاویز کے اچھے پہلوؤں کی تعریف کرے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ اسے سمجھائے کہ اس کی تجاویز کے کون سے پہلو کن وجوہ کی بنا پر قابلِ عمل نہیں۔

اجلاس کے دوران ان تمام شرکاء کو اس بات کا ضرور احساس رہنا چاہئے کہ وہ ایک اہم مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں اس لئے انہیں سنجیدگی کے ساتھ متعلقہ موضوع پر گفتگو کرنی چاہئے۔ کسی کی بات کاٹ کر درمیان میں بولنا یا کئی لوگوں کا ایک ساتھ بولنا یا سنجیدہ گفتگو کے دوران طنز و مزاح کا سلسلہ شروع کر

186... خزائن العرفان، پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:159

دینا نہایت غیر مناسب بات ہے جو کہ کارکنوں کے غیر ذمہ دارانہ رویّے کی علامت ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جب لوگ مشورہ دیں گے تو ظاہر ہے کہ سب کے مشورے تو نہیں مانے جاسکتے لہٰذا اس بات کو ہر گز کوئی انا کا مسئلہ نہ بنائے کہ میرا مشورہ نہیں مانا گیا۔ اس سلسلے میں رضائے الٰہی اور اطاعتِ امیر ان دونوں اصولوں کو ہر گز فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

۱۴۔ عہدیداروں کا انتخاب:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، (اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا“۔ (187)

معلوم ہوا کہ تمام مومنوں کو اور خاص طور پر داعیان حق کو سچی اور سیدھی بات ہی کہنا چاہیے اسی سے سب اعمال میں درستگی پیدا ہوتی ہے پس نہ تو کبھی عہدیدار اس طریقہ سے ہٹے اور نہ ہی کوئی داعی اس ہدایت سے دور ہو۔ تنظیم میں ایک اہم مسئلہ مختلف ذمہ داریوں کے لئے کارکنوں کے انتخاب کا ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ کا حکم یہ کہ ”تم اپنی امانتیں انہی کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں“۔ (188)

آقا ﷺ نے فرمایا: جب امانتوں کا ضیاع عام ہو جائے تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ عرض کی گئی، امانت ضائع کرنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

187...پارہ نمبر:22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:70، 71

188...پارہ نمبر:6، سورۃ النساء، آیت نمبر:58

فرمایا، جب ذمہ داریاں نااہل لوگوں کو سونپ دی جائیں تو قیامت کا انتظار کرو"۔(بخاری)[189]

جانب داری، اقربا پروری، بیجا رواداری یا کسی ذاتی مفاد کی وجہ سے کسی کے حق میں رائے دینا خیانت ہے جو کسی صورت جائز نہیں۔ امیر اور دیگر عہدیدار متقی، مخلص اور ان تمام خصوصیات کے حامل ہونے چاہئیں جو پہلے بیان کی گئیں۔ ان میں سے کوئی عوام میں غلط شہرت نہ رکھتا ہو کیونکہ ان کے کردار کا تنظیم کی سرگرمیوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

جب کسی کو ذمہ داری سونپ دی جائے تو اسے چاہیے کہ خلوص، دیانت، احساس ذمہ داری اور انتھک محنت کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دے۔ آقا ﷺ کا ارشاد ہے، "جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے (یعنی اپنی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا نہ کرے) تو اللہ عزوجل اس پر جنت حرام فرمادے گا"۔[190]

اگر کوئی عہدیدار جو زیادہ ذمہ دار کارکن ہوتا ہے بالفرض اپنی ذمہ داریاں بہتر طریقے سے ادا نہ کرسکے تو اس کو چاہیے کہ تنظیم کے بہترین مفاد میں رضائے الٰہی کے لئے اپنے عہدے سے مستعفی ہوجائے تاکہ کوئی اور متحرک کارکن اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرسکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "کسی مومن کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ عرض کی

189...بخاری، ج20، ص149، حدیث:6015

190...بخاری، ج22، ص68، حدیث:6618

گئی، کوئی شخص اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا: اس طرح کہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھائے"۔ (191)

15۔ خود احتسابی:

امیر اور داعیان حق کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ خود احتسابی کا اصول اپنائیں تا کہ وہ اپنی کارکردگی کا خود تنقیدی جائزہ لیتے رہیں اور اس طرح اپنی خامیوں کو دور کر سکیں۔ تنظیم کے عہدیدار کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہ عہدیدار نہیں بلکہ وہ ذمہ دار ہیں انہیں نہ صرف خود دین کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرنی ہے بلکہ دوسرے داعیان حق کی بھی راہنمائی کرنی ہے۔

انہیں پہلے اپنے ہدف کا تعین کرنا چاہیے مثال کے طور پر ہر داعی ایک ماہ میں ۲۵ نئے افراد کو دینی دعوت دے گا یا اتنے نئے نمازیوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دے گا اور ۱۰ نمازیوں کو عقائد یا فقہی مسائل سکھائے گا یا سیکھنے کے لئے آمادہ کرے گا اور خود فلاں فلاں عنوانات پر دینی کتب کا مطالعہ کرے گا۔

ہدف کا تعین کرنے کے بعد ہر ماہ میں ایک یا دو بار اپنی کارکردگی کو جانچنے کے لئے "احتسابی اجلاس" منعقد کئے جائیں جن میں تنظیم کے تمام ذمہ دار افراد جمع ہو کر اپنی اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ ہر کارکن نے کس حد تک اپنی ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔ پھر دوسرے ساتھی نرم لفظوں، میٹھے لہجے اور تمام اسلامی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر مثبت تنقید کریں۔ اگر وہ خامی کی نشاندہی کریں تو خوش دلی کا اعتراف کرتے

191... سنن ابن ماجہ، ج12، ص21، حدیث:4006، ترمذی، ج8، ص209، حدیث:2180

ہوئے اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اس ناقد کا شکریہ ادا کریں۔

اگر وہ غلط فہمی کی بناء پر آپ کے متعلق سخت جملے کہہ دیں تو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب میں ہر گز سخت جملہ نہ کہیں بلکہ اپنے اوپر قابو رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیں۔ یہ کام اسی صورت میں آسان ہو گا جبکہ آپ کی جدوجہد اپنی ذات یا عزت نفس کے لئے نہیں بلکہ ایک اعلیٰ مقصد اور عظیم نصب العین کے لئے ہو جس کا ثمرہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا کی صورت میں مومنوں کو نصیب ہوتا ہے۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

16۔ نظم و ضبط کی پابندی:

کسی تنظیم کا وجود اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک اس کے اراکین مخصوص اصول و ضوابط کی پابندی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ اراکین نظم و ضبط کی پابندی چھوڑ دیتے ہیں، تنظیم ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن میں مومنوں کی صفت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ راہِ خدا میں ایسے اتفاق و اتحاد سے جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔[192]

دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ ”آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر تم بزدلی کرو گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ

192...پارہ نمبر:28، سورۃ الصف، آیت نمبر:4

ہے"۔(193)

معلوم ہوا کہ نظم وضبط کی پابندی کے بغیر سیسہ پلائی دیوار بننا ممکن نہیں اور کارکنوں کے باہم اختلاف سے تنظیم کا وجود خطرہ میں پڑ جاتا ہے اگر صبر کا دامن تھاما نہ جائے۔ امیر اور عہدیداران کو چاہئے کہ خود بھی نظم و ضبط کی پابندی کریں اور کارکنوں بھی اس کی تلقین کریں۔

اگر کوئی ساتھی پروگرام میں شریک نہیں ہو سکتا اور اس کے پاس شرعی عذر ہے تو اس عذر کو قبول کر لینا چاہیۓ لیکن جو ساتھی بغیر شرعی عذر کے اجلاس میں نہ آئیں یا اپنی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا نہ کریں انہیں تنبیہ کرنا یا مناسب تربیتی سزا دینا بھی نظم وضبط کا اہم جزو ہے۔

اس سلسلے میں سورۂ توبہ کی آیت 118 کے تحت تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ پڑھ لیجیۓ جن سے غزوہ تبوک کے لئے نکلنے میں سستی ہوئی اور وہ جہاد کے لئے نہ نکل سکے تو اس وجہ سے حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق پچاس دن تک صحابۂ کرام نے ان سے قطع تعلق کئے رکھا اور ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے بھی ان سے کلام ترک کر دیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انہیں پہچانتا ہی نہیں۔ اس دوران شاہ غسان نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک خط کے ذریعہ ورغلانے کی کوشش کی، لکھا کہ تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو، تمہارے صاحب تم پر ظلم کر رہے ہیں، ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہیں

193...پارہ نمبر:10، سورۃ الانفال، آیت نمبر:46

اعلیٰ منصب دیں گے۔ انہوں نے وہ خط پھاڑ دیا۔

ان تینوں اصحاب نے اپنی غلطی پر شرمندگی ظاہر کی اور شب و روز گریہ وزاری کر کے باگاہ الٰہی میں مغفرت مانگتے رہے اور اس سزا پر غم و غصہ ظاہر کئے بغیر اخلاص کے ساتھ اطاعت امیر پر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

اکثر تنظیمیں اور جماعتیں بڑے جوش و خروش سے قائم کی جاتی ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جوش و خروش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اس تنظیم کا نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کا اہم سبب نظم و ضبط کا فقدان ہوتا ہے، خوش اخلاقی اور شفقت و محبت اپنانے کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہوتا کہ تنظیم کے نظم و ضبط کو تباہ ہونے دیا جائے، اس لئے غیر ضروری نرمی اور بے جا ڈھیل انتشار کا باعث بنتی ہے۔ اختلافِ رائے بذاتِ خود بری بات نہیں البتہ اختلافات کو انا کا مسئلہ بنا کر تنظیم میں گروہ بندی کرنا ایک بدترین جرم ہے جس کی فوری روک تھام بے حد ضروری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو حکمت کے ساتھ سمجھانا چاہئے، اگر پھر بھی وہ ضد پر اڑے رہیں تو انہیں تنظیم سے رخصت کرنے میں ہی عافیت ہے۔

17۔ کارکنوں سے اچھا برتاؤ:

بہترین عہدیدار اور اچھا امیر وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو، اپنے نصب العین سے مخلص ہو اور اپنے زیر تربیت کارکنوں کے لئے بھی مخلص ہو،

وہ اپنے کارکنوں کی اچھی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اسے ان سے اس قدر زیادہ دلی ہمدردی اور محبت ہو کہ وہ انہیں جو بات بھی کتنے ہی سخت لہجے اور ڈانٹ کے انداز میں کہے وہ اسے اپنے لئے رحمت و شفقت سمجھیں اور انہیں اس بات کا کامل یقین ہو کہ ہمارے نصیحت کرنے والے کے غصے اور ڈانٹ میں بھی ہماری بھلائی ہے۔

بعض لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ''لوگ کام نہیں کرتے''لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا تنظیم کے سر کردہ افراد کارکنوں سے کام لینا جانتے ہیں؟ ہر وقت حکم دینے والے انداز میں گفتگو کرنا، خود کو کارکنوں سے برتر جاننا، کارکنوں کی معمولی غلطیوں پر انہیں سخت الفاظ اور حقارت بھرے لہجے میں ڈانٹنا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو کارکنوں کو ان بڑے لوگوں سے متنفر کر دیتی ہیں۔ عہدیدار اور کارکنوں کا باہمی رشتہ اخوت و محبت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اگر یہ بنیاد کمزور ہو جائے تو یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

کارکنوں کی مثال نازک آبگینوں سے بھی دی جاسکتی ہے جو معمولی سی ٹھیس سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ تنظیمی ماحول میں ہر وقت خشک مزاج اور افسردہ بھی نہیں رہنا چاہئے، آقا و مولیٰ ﷺ بھی اپنے شایانِ شان خوش طبعی فرماتے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ تھا۔ (194)

194...ترمذی، ج2ص95، حدیث:3574

مواہبِ لدنیہ میں ہے کہ ”آپ اپنے صحابۂ کرام سے اس انداز میں خوش طبعی فرماتے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت کا بیج بو دیتے“۔(195)

اسلامی تنظیم کے ذمہ دار افراد کو بھی اپنے کارکنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے، ان کے جذبات و احساسات کی قدر کرنی چاہئے، حسبِ موقع ان کی تعریف اور حوصلہ افزائی بھی کرتے رہنا چاہئے۔ ایک سینئر کارکن کے چند حوصلہ افزائی کے جملے کسی سست کارکن کو متحرک بنا سکتے ہیں اسی طرح اس کے چند حوصلہ شکن جملے کسی متحرک وفعال کارکن کو ضائع کرسکتے ہیں۔

تنظیم کے عہدیداروں یعنی ذمہ دار افراد کو کارکنوں کے مسائل سے بھی آگاہ رہنا چاہئے اور انہیں حل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ کارکنوں سے مسلسل رابطہ رکھا جائے۔ دورحاضر میں یہ کام اس طرح بھی آسانی سے ممکن ہے کہ کارکنوں کی ٹیلیفون ڈائریکٹری بنالی جائے اور بذریعہ ٹیلیفون ان سے وقتاً فوقتاً رابطہ رکھا جائے۔

18۔جہد مسلسل:

تنظیم کے لئے جمود موت ہے اور نصب العین کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا ہی زندگی ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال:

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات، کشمکشِ انقلاب

195...انظر: مرقاۃ، ج8، ص617

پانی بھی کھڑا رہے تو گندہ ہو جاتا ہے اس لئے تنظیم کو جمود سے بچانا بے حد ضروری ہے۔ امیر کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ تنظیم کے کارکنوں کو ایسا لائحہ عمل بنا کر دے جس پر عمل کرنا نہ تو ان کے لئے بوجھ ہو اور نہ ہی انہیں اتنی فراغت ملے کہ وہ نصب العین سے غافل ہو جائیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ میں تمہیں فارغ بیٹھے دیکھوں کہ نہ تم دنیا کا کوئی کام کرو اور نہ ہی آخرت کے لئے کوئی عمل"۔ یعنی کاہل اور نکما رہنا بڑا عیب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو"۔ (196)

مفسرین فرماتے ہیں کہ مومن کو فرض عبادت اور دیگر ضروری مصروفیات سے جب بھی فرصت ملے اسے دعوت حق کے کاموں میں مشغول ہو جانا چاہیے اور کسی صورت بے کار نہیں رہنا چاہیے۔ آقا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اکثر لوگ نقصان میں ہیں۔ وہ ہیں، صحت اور فراغت"۔ (197)

یعنی ان نعمتوں کو غفلت کے ساتھ بیکار اور لغو کاموں میں برباد کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی، خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

196... پارہ نمبر:30، سورۃ الم نشرح، آیت نمبر:7، 8

197... بخاری، ج20، ص33، حدیث:5933

امام غزالی کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں:"بیکار اور فارغ نوجوان کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب جوان فارغ ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں گھر بنالیتا ہے اور اس کا دل و دماغ برے خیالات اور وسوسوں سے بھر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بھٹکنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اس لئے ایسے جوان کو چاہیے کہ وہ اپنے جسم کو کسی اچھے کام میں مشغول رکھے تاکہ اس کا دل وسوسوں کی طرف مائل نہ ہو"۔

سورہ الم نشرح کی مذکورہ آیت 7 میں "فانصب" کا ترجمہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "محنت کرو" فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ مشکل کام کرنے میں ہی محنت درکار ہوتی ہے آسان کام تو معمولی کوشش سے ہی ہو جاتے ہیں۔ پس شمع رسالت کے پروانوں پر لازم ہے کہ وہ دین کی سربلندی کے لئے، خوفِ خدا عزوجل و عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے باطل و طاغوت کے خلاف مصروف جہاد ہو جائیں اور اس راہ کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے سرگرمِ عمل رہیں۔

مسلمِ خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق گرمِ تقاضا تو بھی ہو
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کردے

باب چہارم

راہِ حق کی آزمائشیں

شہادت گہہِ الفت:

ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر ہے:

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

یعنی جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں کیونکہ مجھے کلمہ حق کہنے کی مشکلات معلوم ہیں۔

راہِ حق میں کڑوی باتوں اور ذلت آمیز طعنوں سے بھی آزمائش ہوتی ہے۔ ارشاد ہوا، "بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہو گی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے"۔(198)

آج آپ دیکھ لیجئے کہ راہ حق پر چلنے والوں کو مولوی اور ملا کہا جاتا ہے، کبھی بنیاد پرست اور بیک ورڈ قرار دیا جاتا ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض اہل باطل دین کی آڑ میں اہل حق کو مشرک اور بدعتی کہہ کر شعائرِ اہل سنت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قرآن عظیم بتاتا ہے کہ یہ آزمائشیں نئی نہیں ہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، "اور بے شک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے اور ان

198...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:186

کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں"۔ (199)

جب انبیاء کرام کا مذاق اڑایا گیا تو ہم کس شمار میں ہیں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا، "انبیاء علیہم السلام کی پھر جو دین و ایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے لحاظ سے ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین میں مضبوط ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو شخص دین کے اعتبار سے کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے یہاں تک کہ مومن زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا"۔ (200)

ایک صحابی بارگاہِ نبوی میں عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا سوچ لے تو کیا کہہ رہا ہے، انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یہ بات اس نے تین بار کہی۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، "اگر تو سچا ہے تو فقیری کے مقابلے کے لئے اچھی طرح تیار ہو جا کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقیری سیلاب کے پانی سے بھی زیادہ تیز دوڑتی ہے"۔ (201)

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہوا، "مسلمان کو تھکاوٹ، غم، بیماری،

199...پارہ نمبر:13، سورۃ الحجر، آیت نمبر:10، 11

200...مشکوٰۃ، ج1، ص352، حدیث:1562

201...سنن ترمذی، ج8، ص351، حدیث:2253

تکلیف وغیرہ جو بھی پہنچے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے"۔(202)

دوسری حدیث میں فرمایا گیا، "اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام عطا فرمانا چاہتا ہے جسے وہ نیکی سے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے جان ومال اور اولاد کی پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس بندے کو صبر بھی عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اس اعلیٰ مقام کو حاصل کر لیتا ہے"۔(203)

آقا و مولیٰ ﷺ کا ایک اور ارشادِ مبارک ہے، "قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ جو دنیا میں پریشانیوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے تھے تمنا کریں گے کہ کاش ہمارے جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے"۔(204)

اے قرارِ بے قراراں، الغیاث!

راہِ حق میں جو مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں ان پر ایمان والوں کو صبر کرنے کے ساتھ رب تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیے۔ ارشاد ہوا: "اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے"۔(205)

202... مسلم، ج4، ص1991، حدیث:2572

203... مسند احمد، 37/29، حدیث:22338

204... ترمذی، ج8، ص422، حدیث:2326

205... پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:155، 156

دوسری جگہ فرمایا: ''اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں''۔(206)

ایک اور جگہ یہ بھی حکم دیا گیا: ''اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے''۔(207)

راہِ حق کی مشکلات پر مسلمانوں کو استقامت اور سکون قلب کے لئے خدا کا سہارا لینا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا، ''اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو''۔(208)

دوسری جگہ فرمایا: ''وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے''۔(209)

ان آزمائشوں سے مومنوں کے ایمان کو ایسی مضبوطی ملتی ہے کہ جب اہلِ باطل اپنی پوری طاقت سے انہیں ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں تو ان اہل

206...پارہ نمبر:14، سورۃ النحل، آیت نمبر:128،127

207...پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:153

208...پارہ نمبر:13، سورۃ الحجر، آیت نمبر:97تا99

209...پارہ نمبر:13، سورۃ الرعد، آیت نمبر:28

حق کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہوا: ”وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا یعنی لشکر تیار کیا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز“۔(210)

اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ ”اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو“۔(211)

آقا ﷺ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یہی نصیحت فرماتے تھے کہ ”ہمیشہ حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو“۔(212)

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے:

دین کا مذاق اڑانے والوں اور بد مذہبوں سے بچنا بھی راہ حق میں آزمائش ہے۔ ارشاد ہوا: ”اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو“۔(213)

”اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے

210...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:173

211...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:175

212...کتاب الثقات لابن حبان، السیرۃ النبویۃ، السنۃ التاسعۃ من الہجرۃ، ج1، ص147

213...پارہ نمبر:6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر:57

پر پکڑی نہ جائے"۔(214)

یعنی ایسے لوگوں کو نصیحت ضرور کرنی چاہئے مگر ان سے دوستی رکھنا یا ان کے دینی کاموں کے مذاق اڑانے کو برداشت کرنا یا ان کی ایسی مجلسوں میں جانا جہاں ہمارے دینی عقائد و اعمال کے بارے میں بکواس کی جاتی ہو، ہر گز جائز نہیں ہے۔ حکمِ الٰہی ہے، "تو قائم رہو (راہِ حق پر) جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے"۔(215)

قرآنِ حکیم نے مومنوں کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے گستاخوں سے دوستی نہیں رکھتے۔

ارشاد ہوا، "تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں"۔(216)

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا:

راہِ حق میں ایک اور آزمائش یہ بھی آتی ہے کہ آپ کی پر خلوص کاوشوں

214...پارہ نمبر:7، سورۃ الانعام، آیت نمبر:70

215...پارہ نمبر:12، سورۃ الھود، آیت نمبر:113، 112

216...پارہ نمبر:28، سورۃ المجادلۃ، آیت نمبر:22

کے باوجود بہت کم لوگ آپ کی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہمارے ذمہ دوسروں تک دینی دعوت پہنچادینا ہے انہیں ہدایت دینا نہیں۔ اللہ عزوجل جسے چاہے اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائے۔ ارشاد ہوا، ”تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی اور جو بہکے تو فرمادو کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں“۔ (217)

دوسری جگہ فرمایا گیا” ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ (منکرینِ حق) کہہ رہے ہیں اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو اُسے جو میری دھمکی (یعنی عذاب) سے ڈرے“۔ (218)

یعنی داعیانِ حق کا کام نصیحت کرنا ہے زبردستی کسی کو راہِ حق پر لانا نہیں۔

ایک اچھا داعی نہ صرف دوسروں کی اصلاح کے لئے بھرپور کوشش کرتا ہے بلکہ اس کوشش کو بھی وہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھتے ہوئے اسی کی رحمت پر بھروسہ کرتا ہے قرآنِ کریم میں فرمایا گیا، ”میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں“۔ (219)

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن گویا زبانِ حال سے یہ کہتا ہے، اے لوگو! میں تمہیں اپنے رب ہی کی طرف بلاتا ہوں اگر تم قبول کرلو تو بھی

217...پارہ نمبر:20، سورۃ النمل، آیت نمبر:92

218...پارہ نمبر:26، سورۃ قٓ، آیت نمبر:45

219...پارہ نمبر:12، سورۃ الھود، آیت نمبر:88

میں غرور و تکبر نہ کروں گا اور اگر تم اس دعوت کو جھٹلا دو اور میری مخالفت کرو تو بھی میں رضائے الٰہی کی خاطر غیر شرعی طرزِ عمل اختیار نہ کروں گا اپنے رب کریم ہی سے اس کے فضل کرم کا سوال کروں گا۔

دعوتِ حق کی کامیابی کی صورت میں شیطان فخر و غرور میں مبتلا کرنے کی سعی کرتا ہے اور اگر دعوت کارگر نہ ہو اور کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے تو داعی کو دعوت و تبلیغ کے اہم فریضے سے ہی بد ظن کرنے کی بھرپور کوششیں کرتا ہے اسی لئے مومن کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہر لمحہ شیاطین کے مکر و فریب سے اللہ عزوجل کی طاقتور پناہ مانگتا رہے۔

ارشاد ہوا، ''بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں''۔(220)

تمام آزمائشوں پر صبر واستقامت کا پیکر بننے کے لئے حدیث پاک میں ایک بہترین طریقہ بیان فرمایا گیا ہے جس کو اپنا لینے سے صبر کرنا دشوار نہ ہو گا۔ آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے:''جس پر کوئی مصیبت آئے اور اسے صبر کرنا مشکل معلوم ہو تو اسے چاہئے کہ میرے مصائب و تکالیف کو یاد کرلے''(اس سے صبر آسان ہو جائے گا)۔(221)

تمام آزمائشوں کے باوجود راہ حق پر قائم رہنے والوں پر رحمت الٰہی کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں فلاح دارین کا مژدہ سناتے ہیں۔

220... پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:201

221... جمع الجوامع، ج7، ص98، حدیث:21346

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:"بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس (جنت) میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو"۔(222)

ازخوابِ گراں خیز:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا"۔(223)

دوسری جگہ فرمایا:"بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے"۔(224)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے"۔(225)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ جو ایمان والے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے اللہ عزوجل ضرور ان کی مدد فرمائے گا۔

222...پارہ نمبر:24، سورۃ حم السجدۃ، آیت نمبر:30، 31

223...پارہ نمبر:26، سورۃ محمد، آیت نمبر:7

224...پارہ نمبر:17، سورۃ الحج، آیت نمبر:40

225...پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:160

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو اپنے دین کا مددگار بننے کا حکم دیا ہے۔(226) جبکہ مسلمان شیطان کے دھوکے میں آکر دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر غفلت کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔

اے ایمان والو! دنیا کی چند روزہ زندگی تمہیں دھوکا نہ دے، رب کریم کا ارشادِ گرامی ہے، "اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچّی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے"۔(227)

اے راہ آخرت کے مسافرو! دنیا کی محبت میں مبتلا اور اسے جمع کرنے کی فکر میں سرگرداں و پریشان ہر شخص سے کہہ دو کہ آقائے دو جہاں رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے، "جو تمام غموں کو ایک آخرت ہی کا غم بنا لے اللہ تعالی اسے دنیا کے تمام غموں میں کافی ہو گا اور جسے دنیا کے غم ہر طرف لئے پھریں (اور اسے آخرت کی فکر نہ ہو) اللہ اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کرے گا کہ وہ کون سے جنگل میں ہلاک ہوا"۔(228)

اے شمع رسالت کے پروانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اصلاح فکر و عمل کے داعی بن جاؤ۔ گھر گھر کوچہ کوچہ شہر شہر غلامانِ رسول ﷺ کو یہ

226... پارہ نمبر:28، سورۃ الصف، آیت نمبر:14

227... پارہ نمبر:21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:64

228... سنن ابن ماجہ، ج1، ص299، حدیث:253

پیغام دو کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع اپنے دل میں فروزاں کر لو اور اس کی نورانی روشنی میں آقا و مولیٰ ﷺ کی اطاعت کو وطیرۂ جاں بنالو اور ان سے تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کی بھیک مانگو کہ رب تعالیٰ کی ساری نعمتیں اسی درِ اقدس سے تقسیم ہوتی ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صلی اللہ علی النبی الامی و الہ صلی اللہ علیہ و سلم

قرآنِ حکیم ہمیں خبردار کرتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر مسلمان اللہ عزوجل اور رسولِ کریم ﷺ کی محبت و اطاعت سے غفلت کرتے رہیں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دل سخت ہوتے جاتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ''کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ اُن کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا (یعنی قرآن)''۔

اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں''۔[229]

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا، تم ہنستے ہو؟ ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے

229...پارہ نمبر:27، سورۃ الحدید، آیت نمبر:16

ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا، "اتنا ہی رونا"۔(230)

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

اگر آپ دنیا و آخرت کامیابی کے طلبگار ہیں تو آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مشن کے سپاہی بن جایئے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ فرمانِ الٰہی ہے: "اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے"۔(231)

یہ حکمِ الٰہی بھی ذہن نشین رکھئے، "اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو"۔(232)

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

230... خزائن العرفان، پارہ نمبر:27، سورۃ الحدید، آیت نمبر:16

231... پارہ نمبر:21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:69

232... پارہ نمبر:4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:139

ماخذومراجع

قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	*****
نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
خزائن العرفان	سید نعیم الدین مراد آبادی	مکتبہ اسلامیہ لاہور
بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری	دار الکتب العلمیۃ بیروت
مسلم	امام مسلم بن حجاج	دار احیاء التراث العربی بیروت
ترمذی	امام محمد بن عیسی ترمذی	دار الاسلام، بیروت
ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ	دار الفکر بیروت
سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانی	دار احیاء التراث العربی بیروت
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
مسند احمد	امام احمد بن حنبل	مکتبۃ الاسلام
مشکوۃ	محمد بن عبد اللہ التبریزی	المکتب الاسلامی، بیروت
الادب المفرد	محمد بن اسماعیل بخاری	مکتبہ الاثریۃ
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
شمائل ترمذی	امام محمد بن عیسی ترمذی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی	کراچی
جامع صغیر	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
کنز العمال	علامہ علاؤ الدین علی متقی	دار الکتب العلمیۃ

مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری	دار الفکر بیروت
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	کوئٹہ
حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
مواہب الدنیہ	امام احمد بن محمد القسطلانی	المکتبۃ التوفیقیۃ مصر
کتاب الثقات لابن حبان	امام حافظ محمد بن حبان	دار الکتب العلمیہ بیروت
اسد الغابۃ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
شرح السنہ	امام ابو محمد الحسین بن مسعود بغوی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	دار صادر بیروت
ذم الھوی	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی	مکتبۃ الکتاب والسنۃ پشاور
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی	مکتبۃ المدینہ کراچی